شریمتی راما بائی جی

کا

مختصر جیون چرت

جو بطور یادگار

اُن کے پتی نے اپنی اولاد اور [illegible]
سمبندھیوں وغیرہ کے فائدہ کے لیے لکھا

(یہ کتاب نج کے استعمال کے واسطے ہے۔ بکری
کے لیے مقصود نہیں)

فروری ۱۹۰۷

جیون پریس دیو آشرم لاہور میں چھپا

۳۰۰ جلد

شری دیوگورو بھگوان کی سیوا

میں

ناچیز مصنف کا دھنباد اور اشیرباد پرارتھنا

میرے اور میرے پریوار کے سچے ہتکرتا شری دیوگورو بھگوان!

غالباً اگلے چند صفحے آپ کی مبارک نظر سے گذرینگے۔ اُن میں میں نے اپنے موجودہ بھاؤں اور انوبھووں کے موافق جس آتما کے اچھے اندرونی جیون کا کچھ خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُسے اگر آپ کی دھرم شکتی کے لاثانی اثروں کے نیچے آنے کا موقعہ نہ ملا ہوتا اور آپ کی مبارک دیوسماج کے کرمچاریوں اور سیوکوں کی ست سنگت میں رہ کر اُس کے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ ہوئی ہوتی تو یقیناً آج نہ اُس کا یہ اندرونی روپ ہوتا کہ جسے میں نے قلمبند کرنے کی ضرورت سمجھی ہے اور نہ اُسے قلمبند کرنے کی ضرورت ہوتی۔ اُس کے اندر جو کچھ شبھ پریورتن آیا۔ اُس کی بنیاد میں آپ کا پرم ہتکر ہاتھ ہے۔ اور اس لئے اِس کل کے لئے میں سب سے پہلے آپ کو ہی بار بار دل کی تہ سے دھنباد دیتا ہوں +

ہے بھگون! اُس آتما کے بھیتر آپ کی شکتی نے بہت سی شبھ کامنائیں پیدا کی تھیں۔ یہ شبھ کامنائیں۔ اُس کی اپنی ذات کے متعلق تھیں۔ میری ذات کے متعلق تھیں اور ہماری سنتان کے متعلق تھیں۔ یہ کامنائیں بہت شبھ کر اور بہت کلیان

تھیں۔ اُنہیں معلوم کر کے آپکی شکتی کے سنمکھ میرا دل جھک جاتا ہے۔ لیکن افسوس
کہ وہ ان شبھ کامناؤں کو پورا ہوتا دیکھنے سے پہلے اس دنیا سے
کوچ کر گئیں۔ میری دلی کامنا ہے۔ کہ اُن کی یہ شبھ کامنائیں کسی طرح
پر پوری ہو سکیں۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ جیسے آپ کی دھرم
شکتی کی بدولت ہی یہ کامنائیں اُن کے اندر پیدا ہوئی تھیں۔ ویسے ہی
آپ کی دھرم شکتی کی پاک سہایتا کے ذریعہ اُن کا پورا ہونا ممکن ہے
اس لئے میں آپ سے سہائے پرارتھنا کرتا ہوں کہ مرحومہ شریمتی
راما بائی جی کی جو شبھ کامنائیں میرے اور میری سنتان کے سمبندھ
میں تھیں۔ یا اُن کے اپنے سمبندھ میں تھیں۔ وہ آپ کے شبھ اشیرباد
سے پوری ہو سکیں۔ مجھ ناچیز کی آپ کے شری چرنوں میں یہی پرارتھنا
ہے +

ناچیز مصنف کتاب ہذا

میری پیاری پتریو !

تمہاری پیاری ماتا کے دیہانت ہونے پر مجھے بڑا بھاری خوف تھا کہ تم سنبھل نہ سکوگی۔ اور میرے لئے اور بھی سخت دکھ کا باعث ہوگی۔ لیکن تمہاری چٹھیوں کے ملنے پر مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرا ڈر ایک حد تک بے بنیاد تھا۔ اُن چٹھیوں کے پڑھنے سے نہ صرف ڈر ہی دور ہوا بلکہ تمہارے لئے دھن دھن اور اُس ودیالہ کے لئے دھن دھن کہنے کے بھاؤ پیدا ہوئے جس کے اثر میں آنے سے تمہارے دلوں کی موجودہ گتی بن گئی۔ تمہاری ماتا نے بھی دیو سماج اور ودیالہ کے زیر اثر رہ کر بہت سے اچھے اثر حاصل کئے تھے۔ جن کا حال اُن کے جیون چرتر سے معلوم ہوگا۔ اس لئے میں اُن کا مختصر سا جیون چرتر لکھکر تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ تاکہ اُس کو تم پڑھو۔ اور اُس کے اُچ بھاؤں اور کاموں کو جان کر اپنے جیون میں بہتر سے بہتر شبھ پیدا کر کے اپنی ماتا کے لئے شانتی کا ذریعہ بنو۔ ایسے میری کامنا پوری ہو +

تمہارا سچا ہت چاہنے والا

باپ

اگر سین

فیروز پور

یکم فروری ۱۹۰۸ء

شریمتی رما بائی کا مختصر

جیون چرت

ماہ اگست سنہ ۱۹۰۶ کی چودھویں تاریخ میری زندگی اور
میرے پریوار کی سرگذشت میں ہمیشہ ایک سخت افسوس سے
یاد کی جائیگی - ایک ایسی استری کا جو لائق ہو - تعلیم یافتہ ہو جین
ہندو مذہب کی اصول کے مطابق گرہست آشرم کی مہما
پڑھلنے والی ہو - دھرم اور نیکی کی راہ میں اپنے پتی کا نہ صرف
ساتھ دینے والی ہو بلکہ اُس کو کھینچ کر آگے لے چلنے والی
ہو - اور اس پر آٹھ نابالغ بچوں کی ماتا ہو جن میں سے
ایک کی عمر صرف بیس دن ہی کی ہو عوام کے ساتھ نہایت
خوش خلقی اور ملنساری سے پیش آنے والی ہو - ایثار نفس اختیار
کرکے دوسروں کی آرام اور سیوا میں اپنی راحت سمجھنے
والی ہو - ہاں ایسی استری کا صرف ۳۵ برس کی عمر میں
دفعتاً پرلوک کو سدھارنا - ایک ایسا دردناک واقعہ ہے جس کی

پوری تصویر - الفاظ میں نہیں کھینچی جا سکتی - اس دکھیا دنیا کے رہنے والے صرف خیال کی مدد سے ہی ایسی استری کے پس ماندگان کے غم اور اندوہ کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں - مگر ہمارے اس کرہ کے رہنے والے اس قسم کے دردناک اور غمناک حادثوں سے قطعی ناواقف نہیں ہیں - اس قسم کے دُکھدائی واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں - اور ایسے شخص اس دنیا میں بہت کم ملتے ہیں - کہ جنہیں اپنی عمر میں کوئی ایک یا دوسرے دردناک واقعہ کا صدمہ نہ سہنا پڑا ہو - ہاں ایک معنوں میں دنیا بلا شبہ ایک ماتم کدہ ہے - اور چند لمحوں کی خوشگوار محسوسات بسا اوقات ہمیں ایک عمر دراز کے لیئے دُکھ میں ڈال دیتی ہیں - ایک ایک بار ایسا خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمیں ماتا پتا سنتان اور پیاری استریاں اسی واسطے ملتی ہیں - کہ ہم اُن کا ماتم کریں! کیا ہم مختلف رشتوں اور چیزوں کو پیار اسی واسطے کرتے ہیں کہ وہ پیار کی چیزیں ہم سے چھن جائیں - اور ہم اُن کی جدائی کا صدمہ اُٹھائیں ؟ لیکن جب دنیا کی یہ عام حالت ہے - تو سوائے اس کے اور چارہ ہی کیا ہو سکتا ہے - کہ رنج اور غم کے صدمے صبر اور استقلال سے سہے جائیں - اگر کچھ تسلی مل سکتی ہے - تو صرف دھرم ہی سے مل سکتی ہے - صرف یہ ہی ایک طاقت ہے - جو گہری سے گہری تاریکی میں انسان کو اُمید کی جھلک دکھاتی ہے - سخت

سے سخت مصیبت میں اُس کی مدد کرتی ہے۔ اور اُوپر اُٹھنے کی ڈھارس باندھتی ہے۔ اس لیئے میں دھرم کی ہی پناہ چاہتا ہوں۔ اور دل سے کامنا کرتا ہوں کہ یہ پاک طاقت مجھکو سہارا دے۔ اور میری پیاری لڑکیوں کو بھی تسلی بخشے۔ اور اُن کی پیاری ماتا کی آتما کو شانتی نصیب ہو۔ یہ میری کامنا پوری ہو +

اِس زیست کا انجام بھی کیا ہوئیگا آخر
خاموشی سے تسلیم و رضا سے رہو صابر
کیوں غم ہو کسی بات کا ہم یہاں ہیں مسافر
دنیا میں نہیں رہنے کے یہ بات ہے ظاہر
جو ہم پہ جفا ہونگے۔ رہِ حق میں سہینگے
حق سے نہ ہٹینگے کبھی۔ ہم حق پہ رہینگے

چونکہ شریمتی راما بائی اوائل عمر میں ہی اس دنیا سے چلی گئیں۔ اور بہت سے ننھے بچے اپنے پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ اس لیئے اُن کا مختصر ساجیون چرت بطور یادگار لکھا جاتا ہے۔ تاکہ اُن کے بچے جب بالغ ہوں۔ تو اپنی ماتا کے حالات پڑھکر اُن کی خوبیوں کو یاد کر سکیں۔ اور اُن کے نقش راہ پر چل سکیں +

شریمتی راما بائی کے والدین وسط ہند کے رہنے والے قوم راجپوت سے ہیں۔ ایام غدر میں اُنکے والد کو اور ہزارہا

لوگوں کے ساتھ ملکی جرم میں سزائے عبور دریا شورہ دی گئی تھی - یہ بیان کرنا یہاں عبث ہے - کہ یہ لوگ معمولی جرائم پیشہ نہیں تھے بلکہ بڑے بڑے رئیس اور ذی حیثیت اشخاص تھے - اُن کو اپنے عیال و اطفال کو بھی ساتھ لے جانے کی اجازت تھی - اس لئے اُن کے والد مہیش سنگھ اپنی اہلیہ کو بھی ساتھ لے گئے - اور اُن کے بہت سے بچے جزائر انڈمان میں پیدا ہوئے - منجملہ اُن کے بڑا لڑکا شروع عمر میں فوت ہو گیا - اور اب اُن کی باقیماندہ مفصلہ ذیل اولاد زندہ ہیں - منشی چرن سنگھ ہیڈ کلرک ڈاکخانہ جات منیوا اپر برہما - سکھندن سنگھ ہیڈ کلرک ڈاکخانہ جات شیو - ہری چرن سنگھ سکول ماسٹر منیوا - لڑکیاں مفصلہ ذیل ہوئیں - راما بائی جو ۳۵ برس کی عمر میں فوت ہو گئیں - جے کور زندہ ہے - اور مرحوم جمعدار شام سنگھ کی بیوہ ہے - بھگوان دئی صوبہ دار تولہ سنگھ ساکن لودھیانہ سے بیاہی گئی تھی عرصہ ہوا کہ فوت ہو گئی - پاربتی زندہ ہے اور اوائل عمر میں بیوہ ہو گئی - اُن کی والدہ ابھی تک زندہ ہے - اور اپنے لڑکوں کے پاس رہتی ہے - جس زمانہ میں میں جزائر انڈمان میں بہ حیثیت سکول ماسٹر مقرر ہو کر گیا تھا - راما بائی کے والد سے میری ملاقات ہوئی - اور میں نے راما بائی سے شادی کرنی منظور کی - بعد ازاں ۱۸۹۰ء میں میں برہما ملٹری پولیس میں ملازم ہو کر آ گیا اور راما بائی کی والدہ اور لڑکے اور لڑکیاں

بھی چلے آئے اور میری اور رامابائی کی شادی بمقام منبوا
سنہ ۱۸۸۸ء میں ہو گئی - اس وقت اُن کی عمر پندرہ برس کی
تھی - اُنہوں نے انڈمان کے سکول میں تعلیم پائی تھی - اس
لئے ابتدائی علوم اور علم ادب سے وہ واقف تھی - اور
اُنہوں نے گھر کے انتظام بچوں کے طریقہ پرورش وغیرہ
میں اس قدر واقفیت پیدا کی تھی - کہ چند ہی عورتیں اُس
کی برابری کر سکتی ہیں - اُن کی مفصلہ ذیل لڑکیاں اور
لڑکے یادگار ہیں :-

نمبر شمار	نام	تاریخ پیدائش	مقام پیدائش
۱	لیلاوتی	۱۴ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء	منبوا (ملک برہما)
۲	سرسوتی	۴ - جنوری سنہ ۱۸۹۱ء	ایضاً
۳	چندراوتی	۲۲ - جنوری سنہ ۱۸۹۲ء	ایضاً
۴	دروپتی	۸ - اپریل سنہ ۱۸۹۳ء	ایضاً
۵	سنتاوتی	۷ - جون سنہ ۱۸۹۵ء	ایضاً
۶	ساوتری	یکم - مارچ سنہ ۱۸۹۹ء	بھامو (ملک برہما)
۷	کنورسین	۲ - اگست سنہ ۱۹۰۰ء	(۲۲ - اکتوبر کو فوت ہو گیا) جالندھر
۸	لاجونتی	یکم جون سنہ ۱۹۰۴ء	بھامو (ملک برہما)
۹	بھیم سین	۲۲ - جولائی سنہ ۱۹۰۶ء	ایضاً

عرصہ سات برس کا ہوا کہ میں اور وہ سب لڑکیوں کو

لیکر پنجاب میں اس نیت سے گئے - کہ لڑکیوں کو بہتر سے بہتر تعلیم دینے کا بندوبست کریں ٭

اس ارادے سے پہلے جالندھر آریہ سماج کے کنیا ودیالہ میں گئے وہاں پر ایک سال سے زیادہ عرصہ تک رہیں مگر شریمتی راما بائی کو وہاں پر تسلی نہ ہوئی سب سے زیادہ تکلیف جو انہوں نے وہاں محسوس کی وہ اہالیان ودیالہ کی طرف سے عدم ہمدردی تھی - وہاں پر انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی - اور جب ان تکلیفوں کو یاد کیا جاتا ہے - تو دل کو بہت دکھ ہوتا ہے - کہ افسوس ان کی عمر نے وفا نہ کی ورنہ اب وہ ان کی تلافی دیکھ سکتی تھیں ٭

ایک لڑکا بھی (کنور رسین) وہیں ہوا - اور اس کی پیدائش کے وقت بھی انہوں نے تنہائی کے باعث سخت تکلیف اٹھائی - اس عرصہ میں وہاں ہیضہ اور طاعون کا زور ہو گیا - اور اہالیان ودیالہ غیر مقاموں میں چلے گئے اور شریمتی راما بائی اور لڑکیاں وہیں رہ گئیں - ایسی تنہائی کی حالت میں جو چٹھیاں انہوں نے لکھی تھیں ان کو پڑھ کر سخت تکلیف ہوتی ہے - اور نہ معلوم نتیجہ کیا ہوتا - اگر غیب سے اس وقت دیو سماج کی برکت دینے والی طاقت ہماری مددگار نہ ہوتی - میں نے یہ سب حالات شر بہیان سردار گورمکھ سنگھ بی - اے وکیل شہر فیروز پور کرم چاری دیو سماج

کو لکھے - اور وہ عین ہیضہ اور طاعون کے زور شور میں جالندھر پہنچے - اور راما بائی اور لڑکیوں کو فیروزپور سے آئے اور انہیں دیو سماج بالکا ودیالہ میں داخل کر دیا ؎

یہاں پہنچکر افسوس ہے - کہ لڑکا (کنور سین) جو جالندھر میں پیدا ہوا تھا - وہ دو ماہ کا ہو کر بخار کے باعث گذر گیا - جس کا افسوس شریمتی راما بائی کو از حد ہوا - اور اگر ایسے وقت میں انہیں ایسے اُچ آتماؤں کی سنگت پراپت نہ ہوتی کہ جیسے شریمان سردار گورمکھ سنگھ جی ہیں - تو وہ ہرگز اس مصیبت سے جان بر نہ ہوتیں - اس موقعہ پر جو ہمدردی اُنہوں نے شریمان سردار گورمکھ سنگھ جی سے خصوصاً اور دیگر ممبران دیو سماج سے عموماً پائی - اُس کا ذکر وہ ہمیشہ نہایت شکر گذاری اور درد دل سے کیا کرتی تھیں - کچھ عرصہ فیروزپور رہ کر وہ موگہ میں چلی گئیں - کیونکہ اُن دنوں میں دیو سماج کی لڑکیوں کا سکول وہیں پر تھا - یہاں اُن کو شریمان سردار جمیعت سنگھ جی اور اُن کے خاندان سے ملنے کا موقعہ ملا - اور اُن سے اُنہوں نے نہایت ہی اچھے اثر حاصل کئے یہاں ایک دفعہ وہ بیمار بھی ہو گئیں - اس وقت جو ہمدردی اُنہوں نے شریمان سر مکھ سنگھ بی - اے اور اُن کی بہن شریمتی کشن کور سے پائی وہ اس بیابان دنیا میں نخل صحرا کے مثال ہے - اس وقت کو وہ نہایت ہی گہری شکر گذاری

سے یاد کیا کرتی تھیں۔ اور کہا کرتی تھیں - کہ اُنہوں نے
ایسی ہمدردی کبھی اپنے جسمانی رشتہ داروں سے بھی نہیں
پائی۔ دیوی کشن کور سے اُن کو نہایت سچے اور اُونچ بھاؤں
سے بھری ہوئی محبت تھی اور اُن کا خیال کرتے ہی اُن کے
دل میں جو کچھ کہ انسانی زندگی میں عمدہ اور قابل پسند ہے۔
اُمنڈ آتا تھا۔ اور اُن کا چہرہ ایک روشنی سے منور ہو جاتا
تھا۔ اُن کے ساتھ اُن کا چھوٹا بھائی ہری چرن بھی گیا
تھا۔ مگر وہ سفر کی سختیوں اور محنتوں کو برداشت نہ کر سکا
اور اپنی بہن اور بھانجیوں کو چھوڑ کر برہما واپس چلا آیا۔
اور نہ ہی کچھ اچھے اثر ان سنگتوں سے جذب کر سکا۔ کچھ
عرصہ بعد سکول پھر فیروزپور میں کھل گیا۔ اور اس وقت
سے لیکر برہما چلے آنے تک وہ فیروزپور میں رہیں۔ اور
یہ ساری زندگی شریمان گورمکھ سنگھ اور اُن کی دھرم پتنی
شریمتی سداکورجی کے زیر سایہ گذری۔ اور اس سنگت
سے اُنہوں نے نہایت ہی عمدہ اثر حاصل کئے۔ یہاں
رہ کر اُنہوں نے ہندی بہت اچھی سیکھ لی۔ اور گانا بھی
سیکھ لیا۔ بھجنوں کا نہایت سریلی اور موثر آواز سے گانا سیکھا۔
اور بہت سے اُونچ بھاؤ حاصل کئے +

اس عرصہ میں مجھے فیروزپور جانے کا اتفاق ہوا۔ اور چونکہ
ان دنوں دھرم مورت مہا مانیہ پوجنیہ ور شری دیوگورو بھگوان

ہردوار میں مقیم تھے۔ اور بہت سے سیلوک اور سماج کے
لوگ وہاں گئے ہوئے تھے۔ میں اور شریمتی رامابائی بھی
وہاں چلے گئے۔ اور کچھ عرصہ ہردوار میں رہے۔ وہاں مجھے
اُن کی عمدہ خصائل کے دیکھنے کا موقع ملا۔ کہ جو دیوسماج کی
سنگت میں آنے سے اُن کے بھیتر نشو نما ہوگئیں تھی۔ ہردوار
سے ڈیرہ دون اور منصوری کی سیر کرتے ہوئے اور بعد میں
لاہور اور امرتسر دیکھتے ہوئے ہم دونو فیروز پور واپس آگئے۔
یہ شاید پہلا موقعہ تھا۔ کہ اُنہوں نے کوہسار کی سیر کی تھی۔
کوہستانی فضاؤں نے اُن کے دل پر ایسا نقش کیا۔ کہ وہ یہ
خواہش ظاہر کیا کرتی تھیں۔ کہ کاش ایسا ہو۔ کہ اُنہیں ایسی
جگہوں میں رہنا نصیب ہو۔ پہاڑی اور قدرتی پھولوں کی
وہ نہایت شیدا تھیں۔ راہ میں کئی قسم کے پھول نظر آئے جن
پر وہ فریفتہ ہوگئیں۔ اور عرصہ تک وہاں کھڑے ہوکر ان کی
خوبصورتی کی تعریف کرتی رہیں۔ اور بڑی مشکل سے وہاں سے
جدا ہوئیں۔ ایک قسم کا پھول اس قدر پسند آیا۔ کہ اُس کے کئی
پودے بڑی محنت سے منصوری سے فیروز پور لے گئیں پھولوں
کی محبت اُس کی طبیعت میں ایک خاصہ جذبہ بلکہ روحانی کشش
کی خاصیت رکھتی تھی ہمیشہ اُن کی میز پر کسی نہ کسی قسم کے پھول
رکھے ہوتے تھے۔ اور گھر کا صحن کبھی پھول کے پودوں سے
خالی نہ رہا۔ کہ جنہیں وہ خود ہی بوتی یا لگاتی تھیں۔ اور خود

اُن کی پرورش اور غور پرداخت کرتی تھیں۔ اور جب کبھی گاؤں کی رہنے والی استریاں بکری کے لئے پھول لایا کرتی تھیں تو وہ ہمیشہ اُن کو منہ بولے داموں پر لے لیا کرتی تھیں۔ دیکھنے میں راما بائی پست قد اور جسم سے بھاری تھیں۔ مگر اُن کی گٹھن مضبوط اور چہرہ شاندار تھا۔ چہرہ سے ہمیشہ خوش مزاجی اور ہنسی ظاہر ہوتی تھی۔ اور ادا سی شاذ نادر ہی دکھائی دیتی تھی آنکھیں روشن اور بڑی بڑی سیاہ رنگ کی تھیں۔ اور اُن سے خاص محبت اور اُس کی آتما کی اُوچ بھاؤں کی جھلک نظر آتی تھی *

جنوری ۱۹۱۳ء جب میں رخصت سے واپس آیا تو شریمتی راما بائی جی میرے ساتھ اس ملک میں چلی آئیں۔ یہاں آنکا اُن کا ایک مقصد یہ تھا۔ کہ وہ اپنی چھوٹی بہن پاربتی کو اپنے ساتھ دیو سماج کی سنگت میں لے جائے۔ اور اُس کو ودیا سکھائے۔ اور نیز آخری دفعہ اپنی ماتا اور بھائیوں سے بھی مل آئے۔ اور باقی کی زندگی دیو سماج بالکا بدیالے فیروزپور میں کاٹے۔ مگر افسوس ہے کہ اُن کی یہ آرزو اُن کے ساتھ ہی چلی گئی اور اُن کا پروگرام پورا نہ ہوا۔ ایسا ہو کہ اُن کے بھائی اور بہنیں اُن کی ایسی آرزو کو پورا کریں اور اُن کی چھوٹی بہن کو جو بچاری بیوہ ہو چکی ہے فیروزپور بالکا ودیالہ میں بھیج دیں۔ اور اُن کو دھرم اور ودیا حاصل کرنے کا موقعہ

دیں - یہاں اُس کی زندگی ۲۲ - جولائی ۱۹۰۶ء تک معمولی کاروبار
میں گذری اور وہ اپنے دھرم سادھن بھی کرتی رہیں +

بیماری اور آخری وقت

۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو ۸ بجے سویرے اُن کو لڑکا پیدا
ہوا - ۱۲ - روز کے بعد انہوں نے غسل کیا - غسل کرنے کے
بعد انہیں بخار چڑھ گیا - اور دوسرے روز ۱۰۶ درجہ کا
بخار ہو گیا - جو بہتر سے بہتر ڈاکٹری مدد بھاموں میں مل سکتی ہے
وہ بہم پہنچائی گئی - سول سرجن صاحب ضلع اور ایک کپتان سرجن
اور ایک نیجر سرجن اور اس کے علاوہ ایک ہاسپٹل اسسٹنٹ
(ڈاکٹر سندر سنگھ) اور ایک تعلیم یافتہ دایہ اُن کے علاج میں
کوشش کرتے رہے - مگر بخار نے کمی کا رُخ نہ کیا - آخر میں
ضلع کے سول سرجن صاحب کی رائے پر اُن کو ہسپتال میں لے
گئے - کہ شاید جگہ کی تبدیلی کچھ فائدہ کرے - اور یہ بھی امید تھی -
کہ وہاں دوائیاں وغیرہ اچھی طرح مل سکیں گی - اور ہر وقت ڈاکٹر
غور و پرداخت کر سکینگے - جہانتک مجھے معلوم ہے - اُن کا نہایت
کوشش سے علاج کیا گیا - مگر افسوس کچھ فائدہ نظر نہ آیا -
ہسپتال پہنچنے کے بعد معلوم ہوا - کہ ایک بڑا پھوڑا ادان سے
اوپر اور کمر سے نیچے ہو گیا ہے - شبہ ہوا - کہ ایسا نہ ہو سبب اندر

ہی اندر اثر کر گیا ہو - اس لئے اُس کو چاک کیا گیا - چاک کرنے سے خون نکلا - اور تھوڑا پیپ - مگر پھر بھی ڈاکٹر کی رائے یہ تھی کہ پیپ اندر ہی اندر اثر پذیر ہے - اور اس کو نکالنا چاہئے - اور اس لئے پولٹس وغیرہ لگائے گئے - ایسا معلوم ہوا کہ پھوڑے نے بہت دور فاصلہ پر منہ نکالنا شروع کیا - اس عرصہ میں وہ بہت کمزور ہو گئیں - اور آخر کار وہ جانبر نہ ہو سکیں - اور ۱۴ تاریخ ماہ اگست کو تین بجے صبح ہم سب کو داغ مفارقت دیکر پرلوک کو سدھار گئیں ٭

عام رائے یہ ہے - کہ زچہ خانہ کی حالت کے بعد ڈاکٹری علاج نہیں کرانا چاہئے تھا - کونین اور پسینہ لانے والی دوائیوں نے اُن کو کمزور کر دیا - اور حرارت غریزی کم ہو گئی - یہانتک کہ غایت درجہ کی کمزوری اُن کی موت کا باعث ہوئی - بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ غسل دینے کے وقت کافی احتیاط نہیں کی گئی - پانی کافی گرم نہ تھا - اور ہوا سے بچنے کا پورا بندوبست نہ کیا گیا - اُن کے سر کے بال خشک کرنے میں زیادہ وقت صرف کر دیا گیا - اور اس عرصہ میں اُن کے تمام بدن کو کافی گرم کپڑوں سے محفوظ نہیں رکھا گیا - افسوس ہے کہ میں نے انتظام کو کافی سمجھکر اپنی حاضری ضروری نہ سمجھی اور دفتر میں چلا گیا - اگر میں حاضر رہتا تو کم سے کم یہ تسلی تو ضرور ہو جاتی کہ اس قسم کی کوئی غفلت غسل اور زچہ خانہ کے

انتظام میں نہیں ہوئی - میں یہ بیان حرف اس لیئے کرتا ہوں
کہ ناظرین اس کو پڑھکر حسب موقعہ اپنے ہاں احتیاط رکھ
سکیں - اور میری اس غفلت کو سامنے لاکر فائدہ اٹھا سکیں
تاکہ وہ پیچھے سے میری طرح ایسی مصیبتوں کے شکار نہ
بن جائیں ۔

مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ اوپر کی رائیں ضرور درست
ہیں - میرا اپنا خیال ہے - کہ کچھ عرصے اُن کے خون میں
خرابی تھی - عموماً کمر میں اور ران وغیرہ میں درد رہتا تھا -
اور ہم لوگوں نے اُسے ایک معمولی درد سمجھکر کبھی علاج کی
طرف توجہ نہ کی - اُن کے پاؤں میں ورم ہو جایا کرتا تھا مگر
اُس کی بابت یہ خیال تھا - کہ حاملہ عورتوں کو عموماً ورم ہو جاتا
ہے - اور خود بخود چلا جاتا ہے - اس پھوڑے میں درد
نہیں محسوس ہوتا تھا - اور اندر ہی اندر خون خراب ہو کر
پیپ ہو گیا - اور تمام خون میں اس کا اثر پھیل گیا - اور ظاہرا
یہ ہی سبب ہے - کہ ایک روز میں ۳۰ گرین کونیں دی گئی -
اور بخار کو کچھ افاقہ نہ ہوا - بیمار ہونے کے دن سے آخر
دن تک جو حالت میرے دل پر گذری اُس کا نقشہ کھینچنا
مشکل ہے - میں اس عرصہ میں ہزارہا دفعہ مر چکا اور مرنے کی
تکلیف برداشت کر چکا - موت کی اصل سے زیادہ خوفناک
تصویریں میری آنکھوں سے گذر چکیں - اور ہزارہا دفعہ

نابالغ بچوں کو بغیر ماں کے دیکھنے کی تکلیف برداشت
کر چکا - ایک افسوس جو ہمیشہ دامنگیر رہیگا - اور دُکھ دیگا
وہ یہ ہے کہ اس پھوڑے کی کسی نے خبر نہ لی - زچہ خانہ
میں اُن کی چھوٹی بہن جمعدار شام سنگھ مرحوم کی بیوہ اور
ایک دو اور عورتیں رہتی تھیں - اور تعلیم یافتہ دایہ روزمرہ
کام کرتی تھی - اس لیئے میں نے بذات خود کبھی غور سے دیکھنے
کی ضرورت نہیں سمجھی - مجھے خیال تھا کہ اگر کوئی غیر معمولی
بات ہوگی تو مجھے خبر دی جائیگی - پھوڑے کے معلوم ہونے
پر میں نے راماباءی جی سے دریافت کیا کہ اُنہوں نے اس
کی خبر کیوں نہ دی اُنہوں نے کہا - کہ پھوڑے کی خبر سب
عورتوں کو تھی - مگر سب نے کہا کہ اپنے آپ اچھا ہو جائیگا -
اور اس لیئے اُس کی کچھ خبر نہ لی - اور نہ کسی کو خبر دی گئی -
دایہ نے کئی دفعہ اس بات کی شکایت بھی کی - کہ مریضہ کو
پسینہ سر اور گردن کے آس پاس بہت آتا ہے - مگر ناف
سے نیچے بدن پر نہیں آتا ہے - مگر اس پر ڈاکٹروں نے کچھ
خاص توجہ نہ کی - اور مرض کو ملیریا بخار سمجھتے رہے اور اسی
کا علاج کرتے رہے - اس لیئے ظاہرا مرض کی تشخیص میں
غلطی رہی اس لیئے بار بار یہ خیال دل میں آکر بہت دُکھ
دیتا ہے - کہ میں نے دوسروں پر بھروسہ کیوں کیا - آپ اپنا
کام خود کیوں نہ کیا - اگر میں خود کام کرتا اور قطعی دوسری

عورتوں پر بھروسہ کرکے ہی نہ رہنا - تو اس قدر قیمتی زندگی
شاید وقت سے پہلے ختم نہ ہو جاتی - ایک بھروسہ کرنے کی
وجہ یہ بھی تھی کہ میں نے رما بائی جی کو حفظان صحت کی معمول
اور زچہ خانہ کی بندوبست اور بچوں کی پیدائش و پرورش کی
کی ضروری کتابیں پڑھا دیں تھیں اور اُس کے علاوہ وہ
آٹھ بچوں کی ماتا ہو چکی تھیں - اس لئے مجھے امید تھی کہ وہ
کسی قسم کی غلطی نہیں ہونے دینگی - اور کوئی واقعہ خلاف
معمول ہو بھی گیا تو وہ مجھے فوراً خبر دینگی - ان خیالات اور
دفعتہً ایک نہایت گہری سمبندھ والی استری کی جدائی نے
میرے دل پر اس قدر سخت صدمے پہنچائے کہ میں دو دن
میں پندرہ پونڈ وزن میں کم ہو گیا +

جب میں بیمار کی چارپائی کے پاس بیٹھا ہوا - اُن کی
نبض اور حالت کو دیکھتا تھا - اور معلوم کرتا تھا - کہ زندگی
کا دریا اُنتہائی پر ہے - تو آنے والی حالت اور نابالغ بچوں
کی ایسی چاہنے والی ماتا کا اُن سے جدا ہونے کا خیال دل کو
ایسی سخت چوٹیں پہنچاتا تھا - کہ اُس کا نقشہ الفاظ میں کسی طرح
نہیں کھینچ سکتا - اس بھیانک اور دکھدائی حالت کے مقابلہ
میں مجھے فرضی دوزخ کے عذاب کچھ حقیقت رکھتے نہیں معلوم
ہوتے - صرف یہ کامنا کرتا ہوں کہ اس مصیبت ناک دنیا کے
لوگ ایسے دکھوں میں کم مبتلا ہوں - آہ یہ خیال کیسے دردناک

تھے۔ کہ ہم اُس اپنی پیاری سمبندھن سے اب اس دنیا میں پہلے کی مانند کبھی نہ مل سکینگے۔ فیروزپور میں رہنے والی لڑکیاں اپنی ماں کو اب کیسے ملینگی۔ ہاں اب میں سنتادنی کو جاکر کیا کہونگا۔ اور چھوٹے بچے اپنی ماتا کو نہ پاکر کدھر ڈھونڈھتے پھرینگے۔ اور اُن کو اپنے پاس نہ پاکر کس قدر دُکھ اُٹھائینگے ایسے ایک کے بعد دوسرے خیالات اُٹھتے تھے اور دل کو غم اور تکلیف سے بھر دیتے تھے۔

آہ! اگر اس دنیا کے بعد کوئی اور زندگی نہ ہو۔ اور ہماری محبت اور ہمارے جذبات اور ہمارے رشتوں کا یہیں پر خاتمہ ہو جائے۔ تو میرے خیال میں اس کا ظہور میں نہ آنا ہی بہتر تھا۔ مگر سچے واقعات۔ علمی تجربے۔ اور عقل اور گہری بچار اس مایوسی کی طرف جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور وہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ موت کی گھٹنا انسانی زندگی کی لمبی منزل میں صرف ایک تبدیلی (بیشک بہت بڑی تبدیلی) کی حالت کا کام ہے۔ اور ہم زندگی کی نشر و نظم پوری کرنے کی صورت میں اس کے بعد بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور حسب موقعہ اپنے چلے جانے والے سمبندھیوں سے مل سکتے ہیں۔ اور اپنے پیار اور پریم کو وہاں پہنچا کر زیادہ مکمل زیادہ پاکیزہ اور زیادہ مفید بن سکتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے خیالات نے آخر کار میرے غم کی تباہ کرنے والی رَو کو روکا۔ اور میں نے آپ کو

سنبھالنا شروع کیا۔

آخری الفاظ اور آخری وقت

جہانتک مجھے شریمتی رما بائی جی کو مطالعہ کرنے کا موقعہ
ہوا ہے میں کہ سکتا ہوں کہ اُنہیں نمود یا دکھلاوے کا زیادہ
شوق نہ تھا۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ جب وہ پنجاب میں
تھیں تو اُنہوں نے کئی استریوں کو سلائی۔ کروشیا اور کھانا
وغیرہ پکانا سکھایا۔ سینے کی کل چلانی سکھائی۔ اور طرح طرح
کی خدمات جو اُن سے ہو سکیں کیں۔ مگر اُنہوں نے کبھی اپنے
ایسے کاموں کو فخر سے یاد نہیں کیا اور نہ ہی اُن کا کسی اور
شخص سے ذکر کیا۔ بلکہ وہ کسی اور میں بھی ایسے اظہار کی عادت
کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ یہ عادت اُن کے اندر بہت گہرے
طور سے قائم ہو گئی تھی اور وہ اپنا دُکھ سُکھ بھی حتے الوسع
دوسروں پر ظاہر نہیں کرتی تھیں۔ جہانتک مجھے دیکھنے کا
موقعہ ملا۔ اُس سے مجھے ایسا خیال ہوتا تھا کہ گویا وہ اپنی
خفگی کا اظہار کرنا تو جانتی ہی نہیں تھیں۔ اگر کوئی
مرد یا عورت اُن کی برائی بھی کر دیتا تو وہ اُن کا جواب
ترکی بہ ترکی کبھی نہیں دیتی تھیں۔ چنانچہ اس بیماری کی حالت
میں بھی اُنھوں نے اس قدر تسلی اور ہمت قائم رکھی کہ اُس سے

زیادہ ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ اُنہیں ایکسو چھ درجہ
کا بخار تھا۔ مگر وہ آہ تک زبان پر نہ لائیں۔ درد زہ میں انہوں
نے اُف تک نہ کی اور جب پھوڑے کو چاک کیا گیا تو اُنہوں نے
ذرا بھی درد کا اظہار نہ کیا۔ کہ جس پر ڈاکٹر بہت حیران ہوئے
اس لئے عام طور سے بیماری میں وہ بہت باتیں نہیں کرتی
رہیں۔ صرف ایک دو دفعہ اپنی ماتا کو یاد کیا۔ اور ایک دفعہ
لڑکیوں کو یاد کیا۔ اور بیان کیا۔ کہ لیلاوتی اور سرسوتی
کو بلاؤ۔ میں نے کہا ابھی اُن کو تار دے کر بلاتا ہوں۔ پھر
کہا کہ "مت بلاؤ" اُن کی پڑھائی میں ہرج ہوگا۔ لڑکیوں
کی تصویر اُن کی آنکھوں کے سامنے ٹنگی ہوئی تھی۔ اُس کو
وہاں سے اتروا کر صندوق میں بند کرا دیا۔ ہسپتال میں جاتے
ہوئے اُنہوں نے اپنی چھوٹی بہن کو سمجھایا کہ دیکھنا چھوٹے
بچے کو سنبھال کر رکھنا اور اُس کو ساوتری سے بچانا۔ ہسپتال
میں پہنچکر اُن کو امید تھی کہ کچھ آرام ہوگا۔ مگر وہاں پہنچکر دوسرے
دن کچھ آرام نہ ہوا۔ اور وہ کونین کھاتے کھاتے تنگ آگئیں
تو مجھے صرف اتنا کہا کہ کچھ دوائی سوائے کونین کے نہیں دیتے
ہیں۔ اُس کے بعد تکلیف زیادہ ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ رات
کو ہاتھ اور سر بالکل ٹھنڈے برف کی مانند ہو گئے۔ تین بجے
کے قریب مجھ سے پوچھا کہ "موت کب آویگی" اور فوراً اُس کے
بعد آنکھیں بند کر کے آہستہ آہستہ دو دفعہ کہا "شبھ ہو شبھ ہو"

اور کہا کہ مجھے اُٹھاؤ میں نے دونوں ہاتھوں کا سہارا دے کر
اُٹھایا۔ پھر بولیں کہ لٹاؤ۔ میں نے آہستہ آہستہ لٹانا شروع
کیا ابھی وہ آدھی اور تکیہ کی طرف پہنچی تھیں کہ ذرا ہچکی سی
آئی۔ اور میرے ہاتھوں میں اُن کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے
اُن کا سر آہستہ سے تکیہ پر رکھ دیا اور اُن کی شانتی کے لئے
بہت گہرے دل سے کامنا کی۔ اب جب کہ مجھے معلوم ہو گیا
کہ وہ بیچاری میری بیس برس کی ساتھی اس دنیا میں مجھ سے
ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئیں۔ تو مجھے زمین و آسمان۔ بادل
اور درخت۔ در و دیوار تاریک اور سنسان معلوم ہونے
لگے۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا ان سب چیزوں میں سے
روح نکل گئی ہے۔ گویا اُس کی زندگی سے ہی ان سب میں
دلچسپی تھی۔ میں اُن کو وہیں سوتا چھوڑ کر اپنے دوست بابو
اکم برم کے گھر کی طرف روانہ ہوا تاکہ میں اپنی لڑکیوں کو
خود جاکر اُن کی ماتا کے چلے جانے کی خبر دوں۔ ایسا نہ ہو
کہ کسی بے درد کی زبانی وہ خبر سنیں اور اُن کے دل چکنا چور
ہو جائیں۔ اس طرح تن تنہا دنیا سے مایوس جو میں ہسپتال سے
نکل کر شہر میں ہوتا ہوا اپنے گھر کی طرف آیا تو کل نظارہ ایک موت
کے بازار کا سا محسوس ہوا۔ اور اپنی حالت کو ان شعروں کا
مصداق پایا :-

اشعار

ایسے بھی نامراد بہت آئینگے نظر — گھر جن کے بے چراغ رہے آہ عمر بھر

رہتا میرا بھی نخل تمنا جو بے ثمر — یہ جائے صبر تھی کہ دعا میں نہیں اثر

لیکن یہاں تو بن کے مقدر بگڑ گیا

پھل پھول لا کے باغ تمنا اُجڑ گیا

سرزد ہوئے تھے مجھ سے کیا جانے کیا گناہ — منجدھار میں جو یوں میری کشتی ہوئی تباہ

آتی نظر نہیں کوئی امن و امان کی راہ — اب یاں سے کوچ ہو تو عدم میں ملے پناہ

موت کے آثار اور اُس سے پہلی زندگی

جیسے انسانی فطرت کے مطالعہ کرنے والوں کے لئے میں نے اپنی نہایت گہری مصیبت کے وقت کا حال اوپر کی چند سطروں میں بلا کم و کاست ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ویسے ہی اُن لوگوں کے فائدہ کے لئے کہ جو روحانی علم اور طاقت کی بابت کچھ تحقیقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہاں اُن مختلف باتوں کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جن سے میرے خیال میں شریمتی راما بائی کی آنے والی موت کی ایک عرصہ پہلے سے اشارتاً خبر ملتی تھی ؛

ا- مجھے کئی ماہ سے دل ہی دل میں خطرہ تھا کہ میں اس دفعہ

رانا بائی جی کو کھو بیٹھونگا۔ اور اس لئے میں نے اُن کے
آرام کے لئے اب کے خاص بندوبست کیا تھا۔ اُن کی چھوٹی
بہن اور اُن کی لڑکی کو زچہ خانہ کا کام کرنے کے لئے
ایک ماہ پہلے سے ہی بلایا تھا۔ معمولی دایہ کے علاوہ ایک
خاص سند یافتہ اور انگریزی دان دایہ بھی رکھی تھی لیکن
باوجود اُسکے میرے دل میں اُس کے چلے جانے کا خوف ایک بے
معلوم سا۔ مگر یقینی قسم کا محسوس ہوتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے خواب
آیا۔ کہ اُن کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ لیکن لڑکا الگ
دور پڑا ہوا ہے اور اُس کی ماں رانا بائی خون میں غلطاں و
پیچاں الگ پڑی ہے ٭

۲۔ صوبہ دار سادن مل صاحب کی دھرم پتنی بی بی ایشر دتی
کو (جو اُن سے بہت پیار اور پریم رکھتی تھیں) اور ساڑھے میل
کے فاصلے پر ایک اور جگہ مقیم تھیں۔ اُن کو اُسی دن یعنی
رانا بائی جی کے دیہانت ہونے کے وقت سے ایک دو گھنٹہ
بعد خواب میں یہ خبر ملی۔ کہ وہ یعنی رانا بائی جی اس دیہہ کو
تیاگ کر گئیں ہیں۔ اور وہ اس خبر کو پاکر سوتی ہوئی رونے
لگ گئیں۔ کہ جب پر اُن کے پتی صوبہ دار سادن مل جی نے
اُن کو جگایا اور اُن سے رونے کا سبب دریافت کیا تو انہوں
نے اپنے خواب کی کیفیت سنائی۔ اور اپنے پتی سے رانا بائی
جی کی خیریت کے لئے کچھ مذہبی پراتھنا وغیرہ کرنے کے لئے

درخواست کی اور بذریعہ ہیلو گراف مجھ سے اُن کی بابت دریافت کیا ؛

۳-قریباً چھ ماہ سے شریمتی رامابائی کا دل دنیا سے بالکل اُٹھ گیا تھا-اُن کے اندر دھرم سادھنوں کے لیئے لگن اور بیراگ کا بھاؤ بہت بڑھ گیا تھا-چنانچہ یہ بات اُن کے لکھے ہوئے سادھنوں اور پرارتھناؤں میں جابجا ظاہر ہوتی ہے-ایک دن کے سادھن کا بیان لکھتے ہوئے اُنھوں نے ظاہر کیا ہے-کہ دنیا میں مجھے بہت دن نہیں رہنا ہے-اس لیئے ایسا ہو کہ میرا دل دھن-دولت-زیور اور کپڑے کی محبت سے اوپر ہو جائے-تاکہ میرا مارگ دوسری دنیا میں صاف ہو-اور موت کے وقت دنیا کے بندھن میرے گلے کے ہار نہ ہوں ؛

وہ چھ ماہ سے برابر متواتر سویرے اور شام دھرم سادھن کیا کرتی تھیں-اور بعض دفعہ اُن میں نہایت رو رو کر گہرے دل سے ستبہ کامنا کیا کرتی تھیں-ایک دفعہ میں نے اُن سے پوچھا کہ تم کیا کامنا کیا کرتی ہو-تو اُنھوں نے جواب دیا کہ آتمک پرارتھنا-آتما کے ذریعہ سے ہوتی ہے اُس کا ذکر دوسرے آدمیوں سے کرنے کا فائدہ نہیں ہے-اُن کا روزمرہ کا کام سوا اپنے دھرم سادھنوں کے عورتوں اور لڑکیوں کو پڑھانا-اُنہیں دھرم

سکھا دینا - اور بھلائی سکھاتا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
دیو سماج کی پاک سنگت میں رہ کر اُن کی آتما پر گہرے اور
مستقل طور سے دھرم میں چلنے کا بھاؤ پیدا ہو گیا تھا - اور یہاں
میدان پا کر وہ بھاؤ خوب نشو و نما ہونے لگا تھا - سبھا میں
اس وقت ۸ - ۹ آدمی کسی قدر دھرم کی طرف مائل ہیں اور
یہ بہت کچھ اُنہیں کے نمونہ اور کام کا اثر ہے - ہماری سبھاؤں
میں اُن کے بھجن دلوں کو خوب تیار کرتے تھے - اور دھرم کی
طرف چلنے کے لئے آتما کو دھکا دیتے تھے ؀

اُن کے مرنے کے بعد مجھے اس بات کا بہت بڑا افسوس
ہوا کہ ہم نے اس دنیا میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت
دل کھول کر آپس میں باتیں نہ کیں اس لئے میں نے اُن کے
لکھے سادھن پستکوں اور اُن کی کتابوں کو ڈھونڈنا شروع
کیا تاکہ مجھے کہیں اُن کے لکھے ہوئے خیال مل جائیں - اور
اُن کے دل کی آرزوئیں معلوم ہو جائیں - تلاش کرنے سے
مجھے چند تحریریں کہ جن میں اُن کے سادھنوں کا بیان اور
اُن کی کامنائیں درج تھیں مل گئیں - جو میرے لئے اور
میری اولاد کے لئے ایک بے بہا خزانہ ثابت ہونگی - اُن میں
جس صدق دلی اور گہرائی کے ساتھ ہمارے لئے شبہ چاہا گیا
ہے وہ امید ہے کہ ہمیں سچے رستہ سے دائیں بائیں نہیں
ہونے دیگا - تعجب ہے کہ وہ ایسے گہرے دل سے ہمارے

لیئے کامنائیں کرتی تھیں اور ہمکو ذرا بھی خبر نہیں تھی - اُن کے
دل میں ظاہرا یقین تھا - کہ سچی منگل کامنائیں وہ ہی ہیں - کہ
جو آتما کے گہرے بھاؤں سے ہوتی ہیں - اور جن کی آواز صرف
آتما ہی سن سکتے ہیں - ایک دن کی کامنا میں وہ گہرے سوز
سے لکھتی ہیں - کہ "یہ میری آواز میرے پتی کے کانوں تک
پہنچے" !! واہ کیا ہی پریم اور دھرم کا سمبندھ ہے - کیا تعجب
ہے - کہ انہی پرارتھناؤں کے باعث ہم دن بدن بہتر ہو رہے
ہیں - اور دھرم سنگت کی طرف کھنچے جا رہے ہیں - مجھ میں یہ
کمزوری تھی کہ میں شراب اور گوشت خوری سے کبھی نہیں
رہائی پاؤنگا - اب میں نے رہائی ہی نہیں پائی - بلکہ اس زندگی
میں اب ان چیزوں کی طرف کبھی راغب ہونے کا ڈر نہیں -
میرے سوا اور کئی آتما بھاؤ میں ان بڑے بڑے پاپوں
سے رہائی پاچکے ہیں - دیو سماج کی سنگت سے اُن کو بہت پیار
تھا - اُن سے جدا ہونے کی تکلیف وہ محسوس کرتی تھیں - بلکہ
بعض دفعہ اُن کے پاک اثروں کو یاد کرکے رو دیا کرتی تھیں میرا
ارادہ تھا کہ میں اس اکتوبر ۱۹۰۶ء میں جاکر انہیں دیو سماج
بالکا ودیالے فیروز پور میں پھر چھوڑ آؤں اور وہ باقی کی عمر
وہیں رہیں اور آپ دھرم میں بڑھیں - اور لڑکیوں کو دھرم
میں بڑھنے کے لیئے مدد دیں - افسوس ہے کہ وہ آرزو دل
کی دل میں رہ گئی اور پوری نہ ہوسکی +

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اُن کے سادھنوں کی ایک نوٹ بک میں مفصلہ ذیل روزمرہ کام کرنے کا پروگرام ملا ہے جو اُن کے دل کی حالت کو اور اُن کی خواہشوں اور امنگوں کو بتلاتا ہے ۔

(۱) گھر کا کام کرنا ۔

(۲) اپنی سنتان کو پالنا ۔ اُن کے شبھ کے لیے کامنا کرنا ۔

(۳) گھر کے خرچ وغیرہ کا حساب لکھنا ۔

(۴) آپ کچھ سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا ۔

(۵) ایک سیکنڈ بھی خالی نہ رہنا کیونکہ اُس سے ہانی ہوتی ہے ۔

(۶) دھرم سادھن کرنا ۔

وہ چار بجے سویرے اُٹھتی تھیں اور اپنا روزانہ دھرم سادھن کرنے کے بعد نو بجے تک ایک استری اور تین لڑکیوں کو بہت پیار سے پڑھایا کرتی تھیں اور اُن کو بھجن گانا بھی سکھایا کرتی تھیں ۔ دن میں شہر کی کوئی استری جو کچھ سیکھنا چاہتی تھی آ جاتی اُس کے آ جانے پر وہ اُس کی خواہش کے مطابق کوئی کام یا بدیا سکھا کر بہت ہی خوش ہوا کرتی تھیں ۔

وہ اپنی لڑکیوں کے لیے ہمیشہ نہایت گہرے دل سے کامنا کیا کرتی تھیں ۔ اور چاہتی تھیں کہ اُن کو سچا دھرم اور بدیا

نصیب ہو - اور وہ اُن کی شادی وغیرہ کے لئے کبھی دل
میں خیال تک نہیں کرتی تھیں - وہ زبان کی ایسی شیریں
تھیں کہ میں نے بیس برس کے عرصہ میں اُنہیں ایک دفعہ
خفا ہوتے یا کسی کو گالی دیتے نہیں سنا - حالانکہ میں خود ان
عیبوں سے بری نہیں - اب وہ دنیا کی ادنی خواہشوں سے
بالکل بریت چاہتی تھیں - اور اُن کے آتما میں بہت اچھے بھاؤ
پیدا ہو گئے تھے - وہ اپنے اچھے کام کو کبھی طشت از بام کرنے
کی خواہشمند نہیں رہتی تھیں - اور وہ اپنی منگل کامناؤں میں
پتی اور لڑکیوں کے علاوہ اپنے بھائی بہنوں - اپنی ماں اور
اپنے پرلوک باسی سمبندھیوں وغیرہ کو یاد کیا کرتی تھیں +

شمشان بھومی

چار بجے اُن کے مرت شریر کو گھر میں لایا گیا - اس عرصہ
میں اُن کے دیہانت کی خبر تمام دوستوں اور واقفوں میں پھیل
گئی - اور افسوس و غم کا دھوآں چاروں طرف اُٹھنا شروع
ہوا - تھوڑے عرصہ میں بہت سے لوگ (نر اور ناریاں)
جمع ہو گئے - رستاوتی نے اس موقع پر نہایت دل کی مضبوطی
دکھائی - اور حوصلہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا - یہ قرار پایا کہ
دو بجے بعد دوپہر گھر سے بوان اُٹھایا جائے - اس عرصہ

میں اُن کی مرت دیہہ کو اسنان کرا کے اور نئے کپڑے پہنا کر نہایت خوبصورتی کے ساتھ مکان کے بڑے کمرہ میں ایک گدی پر لٹا دیا گیا - اور آخری درشن کرنے کے لئے عام اجازت دی گئی - اس وقت بھی اُن کے چہرہ سے پوری شانتی ظاہر ہوتی تھی کسی قسم کے جسمانی یا روحانی تکلیف کے آثار نمودار نہیں ہوتے تھے - ایک بجے اُن کے منگل کے لئے آخری کامنا کا سادھن کیا گیا - دل میں یہ خیال موجزن تھا - کہ جس گھر میں اُنہوں نے اپنے اس کھول کے ساتھ اتنے دھرم سادھن کئے تھے - آخری دفعہ بھی اُن کا وہ کھول بغیر دھرم سادھن کے باہر نہ جائے - اس وقت کی سبھا میں شہر کے بہت سے رئیس محلہ کی تمام عورتیں اور فوج کے تمام سردار شامل تھے - بھجن گانے والے وغیرہ دیہہ تیاگی کے شریر کے چاروں طرف بیٹھ گئے - پہلے مرحومہ کے پتی نے بھرے دل کے ساتھ اُن کی عمدہ صفات کا بیان کیا - اور پھر اُن کے آتما کے لئے بہت پاک بھاؤں سے بھر کر منگل کامنا کی - اُس کے بعد اُن کی بڑی لڑکی سنتا وتی اور پھر جمناوتی - اور شریمتی راجہ بائی اور اُن کے دھرم پتی بابو الکھ برہم صاحب نے ایک گیت بہت بھاؤ سے بھر کر گایا - جس کو سنکر اور اُس وقت کے نظارے کو دیکھکر حاضرین اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ رونے لگ گئے - اور اُن کے دلوں پر بہت اچھا پاک اثر ہوا - اور امید ہے کہ یہ اثر اُن کے دلوں سے

بہت دنوں تک رہیگا اور دیو سماج کی عظمت کو ظاہر کریگا
اس گیت کے کچھ پدیہ ہیں:-

نیک کمائی کر کچھ پیارے	جو تیرا پرلوک سدھارے
پنچ گتی کے جو ہیں ساتھی	وہ تو ہیں تیرے بیری سارے
کنبہ قبیلہ کام نہ آوے	ساتھ تیرے ایک دھرم ہی جاوے
سب دھن دولت پڑا رہیگا	جب تو یہاں سے کوچ کریگا
اب تک غافل رہا تو سویا	وقت انمول اکارتھ کھویا

وغیرہ

دو بجے گھر سے بوان روانہ ہوا - آگے آگے بھجن گانے والی منڈلی تھی - جو حسب موقعہ بھجن گاتی جاتی تھی - اُس کے بعد بوان - اُس کے بعد مرد اور عورتیں جو تعداد میں پانسو سے کم نہ ہونگی - آہستہ آہستہ چل رہے تھے - شہر کی عورتوں سے اُس کو خاص محبت تھی - اس لئے جس کسی کو خبر ملی - وہ فوراً آن پہنچی - شمشان بھومی میں - تمام شہر میں سے گذرتے ہوئے چار بجے کے قریب پہنچے - وہاں اچھے انتظام سے چتا بنائی گئی - اور بہت سی خوشبو وغیرہ ملانے کے بعد اُن کے پیارے شریر کو اگنی کے حوالہ کر دیا گیا - اور ہمارے لئے اُن کی صرف یاد ہی یاد رہ گئی اور دھیا تمک پایا اور اُس کی عمدہ زندگی کا نمونہ وراثت میں رہ گیا - پرکرتی نے اپنے انتظام کے مطابق اُن کے شریر کے اجزا کو اپنے عناصر میں ملا دیا - ہمارے پیارے پھول

اور راکھ رہ گئے - اُن کے پھولوں (استھیوں) کو تیسرے دن گھر لے آئے - اور راکھ کو دریا ایراوتی کی منجدھار کے حوالہ کر دیا - اور اس طرح سے اُس پیارے شریر کا خاتمہ ہو گیا کہ جو شریمتی راما بائی کی اندرونی شوبھا کو اس باہر کی دنیا میں پرکاش کرنے میں اتنے سالوں تک خدمتگذار رہا تھا - اور اب ہم اس امید پر زندہ ہیں کہ ایک دن ہم بھی دھرم جیون حاصل کر کے پرلوک میں اُس سے جا ملیں گے - اور پھر اپنے تئیں اُس کے پریم کے لائق ثابت کرینگے -

شریمتی راما بائی کے دھرم سادھن اور اُن کی منگل کامنائیں وغیرہ

اگلے صفحوں میں جو شبھ کامنائیں سہائے پرارتھنائیں اور دھرم پرکاش وغیرہ نقل کئے جاتے ہیں - یہ سب اُن کی قلم سے لکھے ہوئے اور خود اُن کے اپنے لفظوں میں اُن کی ایک سادھن پستک میں سے ملے ہیں - کہ جن سے یہاں نقل کئے جاتے ہیں اس نیت سے کہ اُن کے دل کے خیالات کا پتہ لگے -

ایسا ہو کہ اُن کی کامنائیں پوری ہوں اور اُن کی لڑکیاں انہیں کو ہمیشہ غور سے پڑھا کریں - اور اپنی ماتا کی کامناؤں اور

اِچھاؤں کو اپنے جیون میں پورا کرنے کی کوشش کرکے اپنے تئیں ایسی اچھی دھرم بھاؤں والی ماتا کی لائق پُتر ثابت کریں۔الفاظ شریمتی راما بائی جی کے ہیں میں نے باوجود اُن میں بعض خیالات اور عبارت کی غلطیوں کے اُن میں کسی قسم کی تبدیلی یا کمی وبیشی کرنا مناسب نہیں سمجھا۔اس لئے اگرچہ اُن میں صحیح دلیل اور مطابقت خیالات وغیرہ کے لحاظ سے کئی جگہ غلطیاں ملینگی۔لیکن اُن کے ان سادہ لفظوں اور سرل بھاؤں میں اُن کی دھرم مارگ میں ابتدائی اوستھا کے سچے سے جو بہت گہرے دھرم بھاؤ۔اور روحانی ولولے چمک رہے ہیں۔یقیناً ان کا مطالعہ کئی آتماؤں پر اچھا اثر ڈالنے کے بنا نہیں رہیگا۔

منگل کامنا نمبر ا

مورخہ ۷۔ جنوری ۱۹۰۶ء

ہے بھگون! میں آپ کے درسے کامنا کرتی ہوں کہ میرا شبھ ہو۔مجھے جھوٹے بندھنوں سے رکھشا ہو۔اور میری آواز میرے پتی کے کانوں تک پہنچے۔وہ جو دن دن اپنی جیون کی سُدھ نہیں لیتے۔جیون کی سُدھ لیں۔اور ہمیشہ اُن کا ہت ہو۔اُن کا شبھ ہو۔وہ اپنی سنتان کی سچی رکھشا کرنے والے بن سکیں اور جو جوتی تم نے پرگھٹ کی ہے۔

اُس کو جانیں۔ اُن کا شبھ ہو۔ اور میرے پریوار کا شبھ ہو۔ اور میرے بالکا جو فیروزپور میں ہیں وہ سچی دودان ہو سکیں۔ اور سچے دھرم کو پا سکیں۔ میری ایسی کامنا آپ کے دربار میں ہے۔ پوری ہو۔ مجھے شبھ پراپت ہو۔ اور بابو جی کو شبھ پراپت ہو۔ ہے بھگوان! ایسی جوتی دان کرو۔ یہ ہی ایک کامنا میرے دل میں ہے۔ پوری ہو ❊

منگل کامنا نمبر۲

مورخہ ۲۸۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

ہے بھگوان! مجھے پاپ نے گھیرا ہے۔ میں نے دھرم کا کوئی کاریہ نہیں کیا۔ اور جنم اپنا برتھا کھویا ہے۔ ہے بھگوان! آپ کی شرن کاٹ[1] کر میں نے سُکھ نہیں پراپت کیا ہے۔ میرا دھن دولت سب یہیں رہ جاویگا۔ اور میرے ساتھ کیا جاویگا۔ میں اِدھر اُدھر ماری پھرونگی۔ آپ کے دربار میں یہ آشا کرتی ہوں۔ کہ وہ دھرم جو میں نے حاصل کیا ہے۔ اُس کو دن بدن بڑھا سکوں۔ اور اپنے لئے اور پریوار

---

[1] شریمتی راما بائی جی کو فیروزپور سے برہما چلے جانے پر جو اعلےٰ ست سنگت سے عملی طور پر کٹ جانا پڑا۔ اُس کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ مولف

کے لیئے شبھ دایک بن سکوں - اور جہاں تک ہوسکے پھر
آپ کی شرن پراپت کرسکوں - یہ میری آشا بہت جلد پوری
ہوسکے اور میرے پتی کا شبھ ہوسکے - اور آپ کی جوتی
کو پا سکے - میری اب کامنا پوری ہوسکے - شبھ ہو -
ہت ہو - شبھ ہو +

منگل کامنا نمبر ۱۳

مورخہ ۲۹ - جنوری ۱۹۰۶ء

ہے بھگون ! جو ہم نے اپنے شریر کو دھارن کیا ہے
وہ سب پشو کی برابر ہے - ہم گیا نتا کارن - (۳۱) شریر سے
جو کچھ ہوسکے - فائدہ اُٹھاویں - ہے بھگون ! میرا شریر
آپ کے کام آسکے - میرا دھن دولت لکے انوچت پیار)
سے ہنچت رہ سکے - اور میں دن دن دھرم لابھ کر سکوں -
اپنی زندگی سنوار سکوں - گنگا میں جا کر نہانے سے کیا
ہوگا - ہر روز شریر پانی سے دھو لیا تو کیا ہوگا -
اور جب زندگی اچھی نہ ہوئی - اور اگر دھرم پراپت نہ
ہوا تو پشو کی برابر رہونگی - ہے بھگون ! اب میری
کامنا ہے - کہ میں دھرم حاصل کر دوں - اور اپنے لیئے
اور آپ کے لیئے - اور اپنی جاتیہ استریوں کے لیئے شبھ
دایک بن سکوں - میرا سیوا بھاؤ بڑھ سکے - میری کامنا

پوری ہو۔ میری سنتان کا شبھ ہو وہ دن بدن دھرم لابھ کرسکیں ÷

منگل کامنا نمبر ۴

۳۰۔ جنوری ۱۹۰۶ء

راجا بہن جی کی ماتا جی کا مرتیو ہو جانا

یعنی اس لوک سے دوسرے میں چلا جانا۔ میں ایسی کامنا کرتی ہوں کہ وہ بچاری جس لوک میں ہے۔ وہاں اُس کو دھیرج ملے۔ اُسے شبھ پراپت ہو۔ اور میری یہ کامنا ہے کہ وہ جو اپنی پیاری پُتری چھوڑ گئی ہے جس کو وہ دل وجان سے چاہتی تھی اُس کنیا کو دھیرج پراپت ہو سہلے کاری کنیا کی سہاینا کریں۔ اُس کا شبھ ہو۔ ہت ہو۔ میں نے اُس کی ماتا کو دیکھا تھا۔ اس واسطے مجھے دُکھ ہوا ہے۔ میں اُسے اپنے سادھن میں یاد کیا کروں۔ موت کا ہونا بہت اچھا ہے۔ وہ کیا سکھاتی ہے؟ یہ کہ تم اپنے آتما کو بچاؤ۔ اپنے جیون

ﻟﮯ "راجا" بابو اکم برم ہیڈ کلرک محکمہ جنگلات بھاٹوہ کی دُختری کا نام ہے یہ رام بائی سے ہندی پڑھتی تھیں اور بہت سے اچھے بھاؤ اُن سے حاصل کئے اور کئی باپوں سے رہی پائی تھی۔ مولف

کی رکھشا کرو نہیں تو آتما کو پاپ سے بھرتی ہو۔ اس شریر
کو مر جانا ہے۔ پاپ سے بچو۔ اور اس بات نے مجھے سکھایا
ہے۔ اور راستہ دکھایا ہے۔ کہ آگے کو سنبھل کر قدم رکھوں۔
ایسا ہو۔ کہ میں اپنے لئے۔ اور بھائی بہنوں کے لئے جو یہاں
ہیں اور جو وہاں ہیں۔ شبھ وا اپک بنوں۔ میری یہ شبھ کامنا
ہے۔ کہ پوتر آتما سہائے کاری سہائتا کریں۔ میں ہردے
گت بھاؤ سے اُن کے لئے کامنا کرتی ہوں ٭

بچار سادھن نمبر ۵

یکم۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

ہم اُس سمے کو دیکھیں۔ کہ جب ہردوار میں تھے۔ کیسی پوتر
جگہ دیکھتے تھے۔ کیسا سندر جل اور پہاڑوں پر کیسے خوشبودار ادھر
سہاونے اور رنگا رنگ کے پھول دیکھ کر ہزاروں نر ناریاں
دیکھ کر دل بہلاتے تھے۔ پرنتو اب وہ سما نہیں رہا۔ چار دن
اور اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اور وہاں برسات ہوتی
تھی۔ اور اولے بھی برستے تھے۔ لوگ جاڑے کے مارے آگ جلا
کر سکتے تھے۔ اور وہ بندر جو کہ انسان سے ملتا جلتا تھا۔ وہ جاڑے
کے مارے کبھی مکان سے چمٹ جاتا۔ کبھی کسی دیوار سے لگ جاتا
کبھی درخت سے جا لگتا۔ پر اس بندر میں وہ شکتی نہیں۔ جو
پرش میں ہے۔ اور منش میں یہ شکتی تھی۔ کہ وہ آگ جلا کر سکتے

لگے - اور بندر کو یہ شکتی نہیں ملی - کہ اپنے رہنے کے لیے - یا
آرام کے لیے جگہ بنائے - اور ایسا ہو - کہ میں اور میرے
اور سمبندھی منش جنم کو پا کر کبھی دماغ میں طاقت رکھ کر
بھی اس بندر کے سمان نہ رہ جاویں - اس سنسار سے
چلتے وقت اس بندر کی طرح خالی ہاتھ نہ چلے جائیں - ایسا
ہو - کہ اُج آتما سدھار کریں - اور میں آگے بڑھوں -
ایسا ہو - ایسا ہو +

بچار سادھن نمبر ۶

۲۰ - فروری سنہ ۱۹۰۶ع

ایک دفعہ کچھ آدمی جو کہ اپنے کو بڑا جانتے تھے - ایک
چھوٹا دھرماتما جو دنیا کے سب سُکھ سواد مان بڑائی دھن
دولت کو چھوڑ بیٹھا تھا - وہ بڑے آدمی اُس دھرماتما کے
پاس آئے تو وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا - اور جھک کر پرنام کیا -
تب ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ "آپ یہ سب موہ
پاپ کو چھوڑ کر اور سُکھ اور آرام کو تیاگ کر اس حالت میں ہو"
اس نے جواب دیا کہ "ہے مہاراج دھن دولت مان بڑائی
کو چھوڑنا پڑیگا - یہ سب میرے آتما کی کوئی سہایتا نہیں کرتے
ہیں - بلکہ مجھے ہر روز پیچھے ہی پیچھے لیجاتے ہیں میں نے اس
واسطے ان سب چیزوں کو اب ہی چھوڑ دیا ہے - یہ میرا

شریر۔ ماتا پتر میرا آتمک ساتھی نہیں ہے "۔ یہ سُن کر وہ آدمی اُس کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ کہ تو میرا گورو ہوا ۔

میں بھی اپنے دل سے صرف یہ ایک کامنا کرتی ہوں کہ میرا من ان بندھنوں سے چھوٹ سکے۔ تاکہ میں مرتیو کے سمے دُکھ نہ پاؤں۔ میں اچھے کارج میں لگ سکوں۔ میں ہت کر سادھن کر سکوں۔ اپنے لئے شبھ چاہوں۔ اور اوروں کے لئے ہت چاہوں۔ میں بالوچی کے لئے کامنا کرتی ہوں۔ کہ وہ بھی اس مارگ کو دیکھ سکیں۔ میری ایسی کامنا پوری ہو ۔

بچار سادھن نمبر ۲

۴۔ فروری ۱۹۰۶ء

پہراچین کال کے سمے سورج بنسی خاندان سے راجہ اشوپتی دوسر تھے ۔ اُن کی تین رانیوں سے چار لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ جب رامچندر جی کو راج گدی ملنے لگی۔ تو راجہ سے رانی کیکئی نے وہ دو پرتگیائیں جو اُس نے یگ کے وقت کی تھیں پوری کروانی چاہیں۔ اُس زمانے میں ست کے سوائے کچھ کام نہیں تھا۔ ایک دھرم پرنتو وہ بھی ست کو لیکر تھا۔ اور راجا رامچندر ایک دھرم کو ہی جانتے

تھے۔ وہ راج گدّی کی اچھا نہیں کرتے تھے۔ چودہ برس
جنگل میں پھرنا اور پتا کی آگیا کو پورا کرنا دھرم جانتے
تھے۔ دھن دولت ماں۔ باپ۔ راج گدّی سب چھوڑ کر
جنگلوں کو چلے گئے۔ راجا رامچندر جی کو جاتی دفعہ سیتا جی
کا فکر ہوا۔ کہ وہ پتی برتا میرے ساتھ چلنے کو ہٹ کرے گی۔ رام
نے اُسے بہت سمجھایا۔ کہ تم بڑے گھر کی ہو۔ تم ریشم پہننے
والی ہو۔ سونا اور ہیرے پہننے والی ہو۔ میرے ساتھ
چل کر بہت دُکھ ہوگا۔ اس سے بہتر ہے کہ تم اپنی ماں
کے گھر رہو۔ میرے ساتھ چل کر تمہارا پھول جیسا جسم کملا
جاویگا۔ اور جنگلوں میں پھل کھانے پڑینگے۔ ہرنوں کی
کھال پہننی پڑیگی۔ کانٹوں پر سونا ہوگا۔ گھاس کا بچھونا
ہوگا۔ تب سیتا جی پاؤں پر گر پڑیں۔ اور آن کو کہنے لگی
کہ ہے پران ناتھ آپ کے سوائے مجھے جتنے کپڑے یہ محل باڑی سب
جنگل ہوگا۔ اور جنگل مجھے محل اور سکھ کا سامان ہوگا۔ میرا دھرم آپ کے ساتھ
ہے ہیں آپ کی سیوا کرتی رہونگی جہاں آپ جاوینگے میں کانٹے صاف کرتی
چلونگی۔ تو میرا دھرم سپھل ہوگا۔ اس سے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ
جیسے سیتا جی نے دھن کو لات مار دیا۔ اور پتی برتا ہیں ویسے میں بھی کروں
اور اپنے پتی کے ساتھ رہوں۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں۔ کہ میں دھن دولت
سونا۔ چاندی۔ ہیرا۔ موتی سب لے لونگی۔ محل ماڑی بنالونگی۔ پر میرا سوامی
مجھ کو نہیں مل سکتا ہے۔ ہم یہ سب جانکر اور سمجھ کر اپنے آتما کو ایسا

بلوان کریں۔ کہ ایسے سمبندھ کو قائم کر سکیں۔ اور میں سچے دل سے
کامنا کرتی ہوں۔ کہ میرا اور باپوجی کا سمبندھ دھرم سے ہو۔ ہم
دونو دھرم ساتھی ہو سکیں اور اس برت کو پالن کر سکیں۔
ایسی کامنا پوری ہو ۔

بچار سادھن نمبر ۹

۴۔ فروری ۱۹۰۶ء

کل کے سادھن کے مطابق میں ایک اور مثال دیتی
ہوں۔ جیسے ایک شرابی تھوڑے سے پانی کے واسطے شراب
بیچنے والے کی دکان پر جاتا ہے۔ اور وہ اُسے پی لیتا ہے
وہ سڑک کے کنارے پڑا اپنا ناش کرتا ہے۔ اپنے منہ کو
کتے سے چٹواتا ہے۔ اُس کے منہ میں مکھیاں داخل ہوتی
ہیں۔ اور بھنبھناتی ہیں۔ اور جو لوگ گذرتے ہیں۔ وہ بھی
دیکھ کر ہنسی کرتے ہیں۔ تالیاں بجاتے ہیں۔ روڑے چلاتے
ہیں۔ اور یہ سب باتیں ٹھیک اُس کے مطابق ہیں۔ وہ
شرابی اپنی حالت پر ہنستا ہے۔ خوش ہوتا ہے۔ اگر کوئی
دھرمی پرش یا استری اس کے پاس سے گذرے۔ اس
کی اس حالت کو دیکھ کر دکھ محسوس کرتا ہے۔ اُس کی
اُس نیچ اوستھا کو دیکھ کر دکھ انوبھو کرتا ہے۔ اور اُس
شرابی کو اُٹھا کر اُس کے گھر پہنچا دیتا ہے۔ پر وہ شرابی پھر

حالت کو دور نہیں کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ استری بچے
کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتا ہے۔ اور اپنے گھر کو بیچ دیتا ہے
تو بھی اسے دور نہیں کرنا چاہتا۔ ہائے کیسی دردشا۔ اور جب
گھر میں استری ایسی دکھی حالت میں ہوتی ہے۔ تو اُس میں
سے چیخوں کی آواز نکلتی ہے۔ ماں باپ کیا۔ باپ بیٹی کیا۔
ماں بیٹی کیا۔ سب اسی اوستھا میں کوئی آگے کو چلاتا ہے۔
اور کوئی پیچھے کو۔ پر اُس شرابی کو ذرا ہوش نہیں۔ کہ یہ
میرے گھر کا کنبہ چاروں طرف گھوم رہا ہے۔ ٹکریں مار
رہا ہے۔ اس کا کچھ یتن کروں۔ میں اپنا بھی ناش کر رہا
ہوں۔ وہ کتنے لکھے پڑھے ہوئے ہیں۔ وہ کتنے دماغ والے
ہیں۔ چاہے بابو اور چاہے راجا کہلاتے ہیں۔ پر دھرم سے
سب اندھے اور مری ہوئی حالت میں ہیں۔ اور جیون
بسر کر رہے ہیں۔ ایسا ہو۔ کہ مجھے اس بات کا پتہ لگا ہے
میں ان میں سے ان سب گھٹناؤں کو دور کر دوں۔ میرا
آتما اودھار پا سکے۔ اور نیچ اوستھا سے نکل سکے۔ اور میں
یہ کامنا کرتی ہوں۔ کہ مجھے اپنے اندر کا پتہ لگ سکے
ہے بھگوان! میرے آتما میں ایسا بل پیدا ہو سکے۔ اُس
آتما میں جو کہ سچ مچ کمزور اور دربل پڑا ہے۔ اس میں
زور آ سکے۔ مجھ میں ایسا بل پیدا کرو۔ کہ میں اپنے آپ
کو بلوان کر سکوں۔ اور ساتھ ہی میں اپنے پتی کو کھینچ سکوں

ہے سمہاے کاری آتماؤں میں آپ سے ایسا اشیرباد چاہتی ہوں۔ میری کمزوری دور ہوسکے۔ میں اور میرے پتی سچے ہت کاری ہوسکیں۔ میری کامنا پوری ہو ٭

بچار سادھن نمبر ۹

۵۔ فروری ۱۹۰۶ع

ایک مردہ مرا پڑا ہے۔ اور اُس کے ماس کو کوے کتے گدھ کھاتے ہیں۔ اور اُس مرے کو کچھ خبر نہیں۔ کوئی اُسے نیچے کو کوئی اُسے اوپر کو کھینچتا ہے۔ پہلے اُس میں وہ شکتی تھی۔ کہ ایک مکھی بیٹھنے سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ تو اسے اپنی دم کی مدد سے ہٹا دیتا تھا۔ اور اپنی جان کو بچاتا تھا۔ اس پر ہم وچار کر سکتے ہیں۔ کہ یہ شریر جو یہاں ہی گل جانے والی وستو ہے۔ اس کے ساتھ آتما کیوں ناش کریں۔ ہمیں جو موقعہ ملا ہے۔ اُس کو ہاتھ سے کیوں جانے دیں۔ ہم اپنی بدھی عقل سے سوچ کریں۔ اور آنکھ پر کیوں پٹی باندھ کر رہے ہیں۔ دھن دولت ماں بڑائی بال بچے استری سے تب تک ہی موہ یا پیار کر سکتے ہیں۔ جب تک شریر ہے۔ اور تب ہی تک ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ یہ شریر بہت دیر تک نہیں رہ سکتا ہے۔ کوئی ایک دن ہی جیتا ہے۔ اور چل دیتا ہے۔ اور وہ سمبندھی جن کو بہت پیار کرتا تھا۔ اور بہت عزیز جانتا تھا

اور وہ سب اُسے دیکھ بھاگ جاتے ہیں۔ ایسا ہو کہ شردھاوان
آتما اپنے جیون کو لابھ کریں۔ ان کے جیون میں سچا شردھا کا بھاؤ
اُتپن ہو۔ اور وہ جانیں کہ شردھا کیا ہے۔ اور اپنی غلطی ماننا
اور پرائے اپرادھ کو جو کہ وہ کریں انوبھو کریں۔ اور ایسی کامنا
پوری ہو سکے۔ میں سچی شردھاوان بن سکوں۔ جہاں ایک اور
میں اچھی بنوں۔ وہاں دوسری اور میری سنتان بھی سچے دھرم کو
لابھ کر سکیں۔ ایسی کامنا پوری ہو سکے ٭

پچار سادھن نمبر ۱۰

۶۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

ایک گھر میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ استری پرش میں ایک
دن مار پیٹ ہوتا، گالی گلوچ ہو رہی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ
یہ سب نرک کا حال ہے۔ مجھے اپنی دشا نہیں معلوم ہوتا
ہے۔ کہ ہائے اس اتر میں جتنی اس دنیا میں رہنا ہے نہ
مجھے کپڑے کا شوق کرنا چاہیئے اور نہ زیور کا۔ اور نہ مجھے
سواد والی وستو کے کھانے کا شوق ہے۔ اب میں ایک کامنا
کرتی ہوں۔ کہ میں اپنے پتی کی اچھی پتنی ثابت ہو سکوں۔ اُن
کی سچی ساتھی بن سکوں۔ کسی چیز (سوارتھ) کو لیکر نہیں کبھی
مان بڑائی کو لیکر نہیں۔ سچے دل سے جڑ کر دھرم کے راستے
میں چلوں جہاں نہ مجھے یہ پراپت ہو سکے۔ وہاں میں اپنے

بھائی بہنوں ماں کے لئے یہ کامنا کروں۔ کہ وہ دھرم کا راستہ معلوم کر سکیں۔ اُنہیں اپنی ادستھا دکھائی دے اور وہ جو پرلوک باس ہو گئے ہیں۔ اُن کا شبھ ہو +

بچار سادھن نمبر ۱۱

۷۔ فروری ۱۹۰۶ء

میں ایسی کامنا کر سکوں۔ کہ میرے دربل کمزور ہردے میں سہائے بکاری سہایتا دیں۔ اُن کی سہایتا میرے پنچ جیون کو دکھا سکیں۔ اور شبھ کی اور میری آتما کا دھیان ہو سکے۔ پہلے مجھے کچھ پتہ نہیں تھا۔ کہ یہ شریر کیا ہے۔ آتما کیا ہے۔ میں یہ جانتی تھی کہ جو باہر کی وستو ہے۔ وہ سب میرے ساتھ جانے والی ہے۔ جب دیو سماج میں گئی تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ اس میں سے میرے ساتھ جانے والا کوئی دھن نہیں ہے۔ جس کو دھن سمجھ کر رکھا ہے۔ پر میرے ماں باپ نے مجھے پیدا کر دیا ہے۔ پر دھرم کا راستہ نہیں بتایا۔ اُن کو اپنی سُدھ نہیں تھی۔ وہ آپ اندھیرے میں پڑے تھے۔ اُنھوں نے مجھے کتنے پیار سے پالا۔ اور باہر کی کتنے سامانوں سے مجھے بچایا۔ پر آتما کو نہیں بچایا۔ بہت افسوس ہے۔ کہ پتی کے پاس کتنی عقل اور کتنی بدھی ہے۔ اور وہ کتنے ہی گیانی ہیں پر اُنھوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ پر میرے کوئی ایسی

تکلیف نہیں پہنچی ۔

بچار سادھن نمبر ۱۲

۸ - فروری ۱۹۰۶ء

سادھن سے میرے اندر یہ بھاو پیدا ہوا ہے - کہ مجھ میں کون کون ایسے پاپ ہیں جو مجھے آگے چلنے سے روک دیتے ہیں - وہ بھی کل سے نہیں سوچتی - پرنتو ایک ماہ سے سوچ رہی ہوں - مجھے کچھ نہیں پتہ لگتا ہے - ان دو اوگنوں کے سوائے جو یہ ہیں - کہ جب کوئی مجھے غصہ سے بولے - تو مجھے بہت برا لگتا ہے - بُرا ہی نہیں - بلکہ کئی دنوں تک میرے دل کو بار بار نیچے ہی نیچے کی اور لے جاتا ہے - اور اُس کا زور میرے آتما پر اتنا ہوتا ہے - کہ میرے آتما کو اندھا کر دیتا ہے - اور سوائے اوداسی کے کچھ نہیں رہتا - دوسرا یہ کہ ایک کام میں نے کیا - اگر دوسرا مجھے کچھ بولے تو وہ میرا یاد کیا ہوا یا سکھایا ہوا سب بھول یا مٹ جاتا ہے - اگر خوشی سے بولے - تو ایک ہی جگہ پتہ لگ جاتا ہے - کوئی مجھے آگے نہ چلائے - تو مجھ میں سے یہ بھی نہیں ہوتا - کہ میں آپ سے آگے بڑھوں - پہلے کچھ زیادہ تھا - اب کچھ کم ہوتا جاتا ہے - اور میں اس کو دور کرنے کے لیے یتن کرتی ہوں - اور جب میں

اپنے آتما میں نقص دیکھتی ہوں ۔ تو مجھے بہت تکلیف
ہوتی ہے +

بچار سادھن نمبر ۱۳

۹ - فروری ۱۹۰۶ء

ایک کھیت میں مزدور گھاس کاٹ رہے تھے - ایک
استری غریب جس کے پاس کچھ کھانے کو نہیں ہے - اُس
کا ایک بچہ ہے - اسے غریبنی نے کپڑے میں لپیٹ
کر ایک درخت کے نیچے سلا دیا - وہ گھاس کاٹ
رہی ہے - ایک عقاب آتا ہے - اس بچے کو لے جاتا ہے
یہ استری سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے دوڑ کر جاتی
ہے - وہ جو ہزاروں منش گھاس کاٹ رہے تھے - اب
سب دیکھکر ہنستے ہیں - خوش ہوتے ہیں - کہ وہ چوٹی
پر چڑھ نہیں سکتی - یہ استری اتنے اونچے بلند پیڑ پر
ہوکر چڑھے - نہ کوئی درخت کی سہایتا ملتی ہے - نہ
کوئی بل ہے - پرنتو اپنے بل کے زور سے اُس عقاب
تک پہنچ کر اپنے پیارے بچے کو چھاتی سے لگاتی ہے -
اُس وقت اُسے ہوش نہ رہی - بے ہوشی میں رستہ میں
ایک بکری جو اپنے بچے کو ساتھ لے کر جاتی تھی - اُدھر وہ
استری گئی وہاں پہنچکر بے ہوشی میں پڑ گئی - اب جو منش دیکھکر

خوش ہو رہے تھے۔ اب حیران ہو گئے +

ایسی حالت کو دیکھ کر میں نے دل سے کامنا کرتی ہوں۔ کہ میرا سمبندھ بچوں کے ساتھ سچ مچ سچا سمبندھ ہو۔ نہیں تو جنم سب بے ارتھ جاوے گا۔ اور کسی کام نہیں آوے گا۔ میں ایسی کامنا کرتی ہوں۔ کہ میرا جسم بے ارتھ نہ جاوے۔ پرنتو کسی کے کام آ جاوے۔ اور میں سچے دل سے دھرم کو حاصل کروں۔ اور پتی اور سنتان میں بھی یہ شکتی اتپن کر دوں اور آپ بلوان ہوں اور ان کو بلوان کروں۔ ایسا اشیرباد پراپت ہو۔ مجھے شبھ پراپت ہو۔ دھن دولت سے اچھے کپڑے یا گہنے سے میرا دل اوپر رہ سکے۔ کسی قسم کا کوئی بندھن نہ پیدا ہو سکے۔ دوسری دنیا میں جانے کے لئے صاف مارگ بنا سکوں۔ اور اس ماتا کی طرح جس نے اپنے بچے کے بچانے میں کتنی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اسی طرح میں بھی ثابت ہو سکوں +

سچا رسا دھن نمبر ۱۴

۱۰۔ فروری ۱۹۱۶ء

ایک آدمی شراب کے پینے کے لئے شرابی کی دکان پر جاتا ہے۔ اس کے ساتھ کئی اور آدمی ہیں۔ اسے بھی اس دکان پر لے گیا۔ اور خوشی خوشی اسے بھی گلاس دیتا ہے

آپ بھی پیتا ہے۔ وہ بیچارہ نہیں جانتا ہے۔ کہ یہ جو گلاس
دیتا ہے۔ یا یہ جو دور چل رہا ہے یہ سب خوشی چند منٹ
کی ہے۔ وہی خوشی اُسے گرا دیگی۔ وہ شرابی بیچارہ نہیں
جانتا۔ کہ میرا ناش ہو جاویگا۔ اور ہو رہا ہے۔ میں اپنا
بھی ناش کر رہا ہوں۔ اور دوسروں کا بھی ناش کر رہا
ہوں۔ تھوڑی دیر میں وہ چل کر سڑک پر گر پڑا۔ پر
اُس بیچارے کو کوئی ہوش نہ رہی۔ کتے اُس کے منہ کو
چاٹنے لگے۔ وہ بیچارہ بے ہوش اور بے سُدھ پڑا ہے۔
اور آتما کا ناش کر رہا ہے۔ اُسے کوئی بولے کیا کیا نہیں
میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ میں تو روز ایشور کا نام لیتا ہوں
ہاں اسی طرح ایک استری اپنی بے سدھی میں اپنا ناش
کر لیتی ہے۔ ایسا ہو کہ میں ایسے بُرے سامانوں سے بچی رہوں
میرا کہیں ایسا حال نہ ہو +

بچار سادھن نمبر ۱۵

۱۱- فروری ۱۹۰۶ء

ایک آدمی غفلت کی نیند میں سویا ہوا ہے۔ اور
چور اُس کے مال کو لوٹنا چاہتے ہیں۔ جو اُس بیچارے نے
جمع کیا ہے۔ اُسے غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے کھو
رہا ہے۔ اسی طرح ایک استری ایسی غفلت کی نیند میں

سوئی ہوئی اپنے آتما کا ناش کر لیتی ہے - اُس بچاری کو پنچ باسنا پنچ خواہش جو اُسے غفلت میں سوئے ہوئے اتپن ہو جاتی ہے - اس کو کوئی پتہ نہیں لگتا - کہ یہ میرا کیا نقصان کر دیگی ٹھیک اسی طرح سے جس طرح سے کہ وہ آدمی جو غفلت میں سویا ہوا ہے - اُس کو کوئی پتہ نہیں - کہ میرے اندر کیا ہو رہا ہے - اُسے بھی کوئی پتہ نہیں - کہ میرے آتما کو کیسے چور لگ رہے ہیں - لیکن جب آنکھ کھلتی ہے - تب ہی پتہ لگتا ہے - اور ان چوروں کے ہاتھوں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے ایسا ہو کہ میں سچ مچ غفلت کی نیند میں نہ سو رہوں - اور ایسا نہ ہو - کہ نیچتا کے چور میرے آتما کو نہ لگ جاویں - اور میں اپنے آتما کو بچاؤں - ایسا ہو - ایسا اشیرباد پراپت ہو +

سچا رسا دھن نمبر ۱۶

۱۲ - فروری ۱۹۰۶ء

ایک شیشہ ہمارے گھر میں ہے - جس کو ہم روز اپنے منہ دیکھنے میں استعمال کرتے ہیں - اگر اس پر گرد جم رہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے - اور اس میں اپنی شکل دکھائی نہیں دیتی - اسی طرح آتما کا حال ہے - اگر اس پر میل گرد جمع رہے - تو ہمیں نظر نہیں آتا - جب کوئی میل کو دھوئے یا گرد کو جھاڑے - تو صاف ہو کر نظر آتا ہے

میں یہ کامنا کرتی ہوں - کہ میری میل دور ہو - اور کوئی اُسے
صاف کر سکے میری ایسی کامنا ہے - کہ کوئی میری میل کو
دھو سکے - اور مجھے شکل نظر آ سکے - وہاں دوسری اور
میری بہنوں - اور میرے بھائیوں کو نظر آ سکے - اور مجھے
شبھ پراپت ہو - اور دوسروں کو بھی ہت ہو *

بچار سادھن نمبر ۱۷

۱۳ - فروری ۱۹۰۶ء

پراچین سمے میں جو کچھ دھرم پرچار ہوا کرتا تھا - وہ
سب دھرم سے ہوا کرتا تھا - کھیلنے کے کھلونے بھی دھرم سے
ہوتے تھے - ماں جو لوری دیا کرتی تھی - وہ بھی دھرم سے
ملی ہوئی ہوتی تھی - اور دھرم پیدا ہوتا تھا - جب بچہ پیدا
ہوتا تھا - تو دھرم میں پلتا تھا - دھرم کو ایک دھرم ودان
ہوتے تھے - ہائے افسوس اس پرکرتی میں کتنے آتما پیدا
ہوئے - پر سب اندھکار میں پڑے ہیں - جس طرح اندھیری
رات سنسار کو اندھیرا کر دیتی ہے - اُسی طرح ایک
ایک نیچ باسنا نیچ خواہش میرے آتما کو اندھیرا کر دیتی
ہے - اور ہمیں کوئی خبر نہیں ہوتی - کہ ہم اس اندھیری
سے بچنے کے لئے یتن کریں - ایک ایک استری نیچ باسنا کے
پیچھے اس طرح سے بھاگی جا رہی ہے - جس طرف وہ لیجاتی ہے

ایسا ہو۔ کہ میں ایسے بندھن سے نکل سکوں ۔ اور ایسے بندھن
سے نکل کر آپ ہت کر سکوں۔ اور دوسروں کا ہت
کر سکوں +

لوری
سکڑی ہے گھاٹی رستہ پرانا
سمبھل سمبھل کر چلنا میرے لالا

بچار سادھن نمبر ۱۸

۱۴- فروری ۱۹۰۶ء

ایک دھرماتما پرش اور ایک ابھمانی پرش تھا جیسے کہ
اُس ابھمانی پرش کو بلاتے ہیں۔ اُس کو کچھ نہیں سنائی پڑتا
نہ وہ کچھ سمجھتا ہے۔ اپنے ابھمان میں اندھیری کوٹھڑی
میں بیٹھا ہے۔ اپنے دل میں اپنے آپ کو ایسا کھلا منش اور
بدھی مان اور بلوان سمجھتا ہے۔ کہ میرے موافق کوئی
آدمی بھی دنیا میں نہیں ہے۔ اپنے گھر کے اور سمبندھی
اور لوگوں کو بھی کچھ نہیں سمجھتا۔ کہ یہ کیا ہے ہم کو بھی اُس
ابھمانی پرش کے موافق نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جہاں تک
ہو سکے۔ جیون کو اُچ کریں دھرم لابھ کریں۔ اور دھرم لابھ
کر کے پھر بھی ایسا سمجھیں۔ جو کچھ بھی شبہ نہ سمجھے وہ آدمی
نہیں ہے۔ اُچ سے اُچ بن کر بھی ابھمانی پرش کے

ساتھ سنگ نہ کرے - ایسا ہو - کہ جہاں تک ہو سکے دھرم بڑھے ؎

بچار سادھن نمبر ۱۹

۱۵ - فروری ۱۹۰۶ء

اس بھجن کا مطلب یہ ہوا - کہ جو شریر اور آتما میں تعلق ہے - اس کو جاننا بڑا کٹھن ہے - جب یہ شریر مرتا ہے - تو جہاں سے آتا ہے - وہاں چلا جاتا ہے - چلتے وقت آتما یہ کہتی ہے - کہ تجھ سے میرا سنبندھ ٹوٹتا ہے اب مجھ کو پتہ نہیں - کہ مجھے کس کس آدمی سے ملنا ہے - پاس جا کر مجھے دکھ نہ اٹھانا پڑے - جو آٹھ روز سے بتایا جاتا ہے اس کو بار بار سوچیں - اس کو ہم اپنے دل میں سب کچھ خوب غور سے سوچیں - اپنے جیون کے راہ کو کھول کر دیکھیں اس پر جانے کے لئے تیار ہو جائیں - اور اپنے سمبندھ کو گاڑھا کر سکیں - اور اپنے آتما کو بچا سکیں اور میں ایسا کیا کرتی ہوں - کہ میرا شریر باہر سے ہی صاف نہ ہو - پرنتو اندر سے صاف ہو سکے - میں نہیں جانتی کہ میرے آتما میں کتنے روگ بھرے پڑے ہیں - بے شک باہر سے میرا شریر صاف ہو - میں ایسی کامنا کرتی ہوں - کہ میں اپنے آتما کو اندر سے صاف کر سکوں - اور اس کو صاف کر کے اپنی سنتان

بھی صاف کر سکوں - ایسی کامنا کرتی ہوں - کہ پتی کا شبھ
ہو - اور بھائیوں کا شبھ ہو - اور سب جنوں کا ہت ہو - اور
میں اس سنسار میں پڑی ہوئی اپنے آپ کو ناش نہ کروں
اپنے شریر کو صاف کر سکوں - اور آتما کو شدھ کر سکوں؟

بچار سادھن نمبر ۲۰

۱۶ - فروری سنہ ۱۹۰۶ء

سرلتا - سرلتا کیا ہے - کہ جو آدمی میں نیچ خواہش نیچ رچی
اور نیچ باسنا ہے - اُس کو مان لینا جب تک سرلتا کے ساتھ
اپنی غلطی کو نہ مانیں تب تک آگے نہیں بڑھ سکتے - اور اپنے
گناہوں کو دیکھ کر انہیں چھوڑنے کے لئے ہم اپنے آپ
دیکھیں - اور تیار ہوں - کہ نیچ باسنا کو اور نیچ رچی کو آپ دیکھیں
اور سوچیں کہ کون کون دستو ہے - جو میرے آتما کو نیچ بنا رہی
ہے - ان کو دیکھ کر دور کرنے کی کوشش کریں - جس طرح ڈاکٹر
بیماری کو دیکھ کر بتا دیتا ہے - اُسی طرح دھرماتما کے پاس جانے
سے دھرم مل سکتا ہے - اور جس طرح ڈاکٹر پھوڑے کا علاج کرنا
جانتا ہے - اسی طرح دھرماتما بھی اُن کا علاج کر سکتا ہے -
اور جو علاج نہیں جانتا - اگر ہم اس کے پاس جائیں - تو وہ
ہمیں کچھ نہیں بتا سکتا - صرف ڈاکٹر وہ ہے - جو ہمیں بتا سکتا
ہے - کہ اس کا علاج یہ ہے اور بتا سکتا ہے - کہ تمہارے

پھوڑے میں پیپ بھری پڑی ہے یا نہیں۔ صرف ایسے ڈاکٹر کے پاس ہم سب کھول کر بتا سکیں۔ کہ ہمیں یہ یہ بیماری ہے۔ تو ڈاکٹر دیکھ کر دوا دیں۔ تو بیماری اچھی ہو۔ اسی طرح ہم جیون کے لئے کوشش کریں۔ اور اپنے روگوں کو بتا دیں اور وہ ڈاکٹر اُن میں سے پیپ وغیرہ نکال کر ان کو صاف کریں۔ اور سچے دھرماتما کے پاس جا کر دھرم حاصل کریں اور آتما کے کلیان کے لئے دعا مانگیں۔ اور جو وہ کرنے کو بتائیں اس کو پورا کریں۔ ایسا ہو۔ کہ میں ایسے دھرماتما کی شرن میں لگ سکوں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں آپ کے سنگ سے دور چھوڑی گئی ہوں۔ مجھے کوئی ایسا سمبندھ نہیں ملا۔ نہ پتا نہ ماتا نہ بھائی نہ بہن۔ اور نہ پتی۔ جو دھرم کے مارگ پر لے جاتے۔ اب کامنا کرتی ہوں۔ کہ دھرم کو لابھ کروں۔ اور دن دن آگے بڑھتی جاؤں۔ میری کامنا پوری ہو۔

بچار سادھن نمبر ۲۱

۱۷۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

یہ جو پاپا چار چاروں طرف سے پرتھوی کو گھیرے ہوئے ہے اُس سے بچنے کی اور اوروں کو بچانے کے لئے بچار کریں۔ اور اس دنیا سے ہم چھٹکارا پانے کی کوشش کریں اور کیا وجہ ہے کہ چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اس کے بڑے

تین دشمن ہیں جو اُسے آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ ایک غرور
دوسرے ابرشا تیسرے ہٹ دھرمی۔ ان تینوں سے ہم
اپنے آتما کو بچاویں۔ اور آگے چلنے کے لئے تیار ہوں۔ اور
اپنے آتما کو دیکھ سکیں۔ کہ اس میں کیا کیا میل بھری پڑی
ہے۔ اور اُسے کون کون روگ لگ رہے ہیں۔ جس طرح
دھوبی کپڑے دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ وہ کتنی مصیبت سے
دھوتا ہے۔ اور انہیں صاف ستھرے کرتا ہے۔ اسی طرح
ہم اپنے آتما کو دیکھیں۔ کہ اس میں کون کون سے میل اور
گندے بھاؤ بھرے پڑے ہیں۔ پر اس دھرم وان کے
پاس جاویں۔ اور اپنی میل دکھائیں۔ تو وہ بتائے۔ کہ یہ
یہ آتما کے کپڑے پر میل لگی ہوئی ہے۔ ان تین دشمنوں سے
اپنے آتما کو بچاویں۔ اور ایسے بھاؤ گرہن کرو۔ کہ سرلتا حاصل
کر سکیں۔ وہ اونچ بھاؤ ایسے ہیں۔ کہ جس طرح ہم گلاب
کے پودے کو لگاتے ہیں۔ کہ اس میں سے کیسے سندر پھول
اُگا ہے۔ اسی طرح ہم دھرم کے پھول لگائیں۔ کہ ہم اپنے
میں دیکھیں۔ اور سرلتا کے بھاؤ کو گرہن کریں۔ اور ان
تینوں دشمنوں سے اپنے آپ کو بچاویں۔ اور کہیں ایسا نہ
ہو۔ کہ ہمیں اکیلا جانا پڑے۔ اور جاتے وقت افسوس
کرنا پڑے۔ میں کامنا کرتی ہوں۔ کہ دھرم کو حاصل
کر سکوں ✦

بچار سادھن نمبر ۲۲

۱۸- فروری ۱۹۰۶ء

ان باتوں سے میرا چھٹکارا ہو۔ پنچ بجاؤ۔ پنچ رپیوں
سے میرا آتما شُدھ ہو کر سرلتا میں پرتی دن اُنت ہو سکے۔
اور اگر ہمیں سر میں درد ہو۔ تو ہم بتائیں۔ کہ ہاتھ میں
درد ہے۔ تو ہمیں کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح ہمیں
آتما کے روگ لگے ہوئے ہیں۔ کئی پرکار کے ہیں۔ وہ ہم
چھپا دیویں۔ تو ہمیں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اور ہم دھرم
میں نہیں بڑھ سکتے۔ اور اِن سے اُدّھارہ نہیں پا سکتے۔
کیونکہ ان کا دور آتما پر ادھک ہوتا ہے۔ اس واسطے
ہمیں بہت سوچ وچار کر سرلتا کی ضرورت ہے۔ کہ
سرلتا آئے تو ہم پنچ دشمنوں سے رہائی پا سکتے ہیں۔
اور دھرم کی پہلی سیڑھی پر چڑھنے کے لئے
یتن کر سکتے ہیں۔ اور تیار ہو سکتے ہیں۔ اور دھرم
وان آتما سے اپنی شردھا اور پریم بڑھا سکتے ہیں ہمارے
میں یہ بل پیدا ہو۔ کہ ہم آتما شُدھ کریں۔ اور سرلتا
پانے کی کوشش کریں۔ کہ یہ کس طرح سے ہم میں آئے
سرلتا مجھے دکھائی دے۔ اور میرے دل میں یہ زہر
جو بھرا ہوا ہے۔ نکل سکے۔ اور میں ضرور سرلتا کے بل

کو لابھ کر دونگی - ایسا ہو - کہ میرا نیچ پاست چھٹکارا ہو سکے - اور دھرم جیون کو لابھ کرنے کا بل پیدا ہو سکے - جہاں مجھے ہوش آسکے - وہاں اور جو آتما نرک میں ڈوبے پڑے ہیں - اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں - اور روتے پیٹتے ہیں - وہاں ان سب کا بھلا ہو سکے - اور ان کو ہوش آسکے +

بچار سادھن نمبر ۲۳

۱۹ - فروری سنہ ۱۹۰۶ع

ہمارے گھر میں اندھیرا ہے - اور مجھے کچھ نہیں دکھائی دیتا - تو اس وقت ہمیں روشنی کی ضرورت ہوتی ہے - تو ہم لمپ روشن کرتے ہیں - اُس طرح ہمارے آتما کے اندھیرے کو دور کرنے کے لئے ضرورت ہے - اگر اندھیرا ہو - تو ہمیں کچھ نہیں دکھائی دیتا - ہمیں سرلتا کی ضرورت ہے - جب تک سرلتا کا لمپ نہ ہو - تب تک آتما کا اندھیرا دور نہیں ہو سکتا ہے - وہاں یہ سوچنا چاہیئے - کہ یہ اندھیرا دور ہو جاوے جس طرح ہمارے کمرہ میں اندھیرا ہے - اس کے اندر سانپ - بچھو اور اور کئی سامان ہیں - جو بغیر روشنی دکھائی نہیں دیتے - تکلیف دینے والی وستو موجود ہے - تو جب تک بتی نہ جلائیں - تو ہم کچھ نہیں دیکھ سکتے - اور اسی طرح ہم روشنی کے بغیر اپنی اوستھا کو نہیں دیکھ سکتے - ہمارے آتما

میں کئی روگ ایسے ناش کر دیتے ہیں - کہ جن کا ہمیں پتہ ہی نہیں لگتا جب تک مجھے کوئی ایسا دھرماتما نہ ملے - جو روشنی دے سکتا ہو - تو وہ روگ کیسے دور ہو سکیں اور ہمیں آتما کے شُدھ کرنے کے لئے سرلتا کی روشنی مل سکے - اور سب روگ دور ہو جائیں - اور جب تک ہم روگ نہ دور کریں - ہم آگے نہیں بڑھ سکتے - ایسا ہو - کہ میں ان روگوں کو دور کر سکوں - اور سرلتا کے بھاو کو گرہن کر سکوں - اور اس کی روشنی سے میری آتما کا اندھیرا یا سانپ یا بچھو دکھائی دے سکے - میری ایسی کامنا پوری ہو سکے +

بچار سادھن نمبر ۲۴

۲۰ - فروری ۱۹۰۶ء

ایک آندھی کے چلنے اور بھونچال کے آنے سے بڑے بڑے مکان اور بڑی بڑی حویلیاں اور کئی کئی بڑے درخت گر جاتے بیٹھ جاتے ہیں - اگر ہم دیکھیں - تو یہ پتا ہی نہیں لگ سکتا ہے - کہ کبھی یہاں کوئی مکان تھا - یا کوئی درخت کھڑا تھا - اسی طرح ہمارے آتما میں ایک ایک نیچ خواہش نیچ رچی - اور نیچ باسنا ایسی موجود ہے - کہ ہمارے آتما کو بالکل اندھا کر دیتی ہے - مجھے کوئی خبر نہیں - کوئی پتہ نہیں لگنے دیتے - کہ اندھیرا ہے یا صاف ہے - جس طرح آندھی آکر

سنسار کو اندھیرا کر دیتی ہے۔ کتنے ہی منش دب کر مر جاتے ہیں۔ اور کتنے ہی جان کندنی میں ہوتے ہیں پھر بھی کوئی پتہ نہیں۔ کہ یہ سب کیا ہے۔ اور کیا ہو رہا ہے۔ جب آتما کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ تو دیکھتے ہیں کہ یہ سب کیا ہوتا ہے۔ تو ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ ہمیں سرلتا کی ضرورت ہے۔ کہ سرلتا آئے۔ تو دھرم کا دروازہ کھلے۔ اور دیکھیں کہ اس میں کیا کیا ہیچ سامان بھرے ہوئے ہیں۔ تاکہ ہم اسے نکالیں۔ اور کوشش کریں کہ ہم دور کر سکیں۔ اور ان سے چھٹکارا پا سکیں کئی ایک منش ایسے ڈوبے پڑے ہیں۔ کہ جیسے آندھی میں ڈوبے جاتے ہیں۔ ایسا ہو۔ کہ ہم اس میں سے نکل سکیں۔ اور سرلتا کو لابھ کر سکیں۔ اور اس اوستھا سے نکل کر دھرم حاصل کر سکیں۔ ایسا ہو۔ ایسا ہو۔

پچار سادھن نمبر ۴۵

۲۱ - فروری ۱۹۰۶ء

سردی کے موسم میں دیکھا ہوگا۔ کہ جب پہاڑ کو دیکھو تو سوکھے ہی نظر آتے ہیں۔ اگر ایک برسات برسے۔ تو وہ گھاس اپنی اپنی جڑ کے سہارے وہ زمین سے غذا لیکر وہ کچھ دنوں کے بعد ہرے بھرے نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ اس اوستھا میں ہم دیکھیں۔ کہ ہمارے میں دھرم نہیں۔ تو ہم اس گھاس کے مقابلے میں سوکھے

پڑتے ہیں۔ اور ہم آتما کو خوراک نہ پہنچائیں تو گھاس سے بھی نیچے ہو جاویگی
اگر اونچ بننے کی ضرورت ہے۔ تو ہم اپنے دھرماتما کو
ست دھرم بھائیوں سے جوڑیں۔ کچھ سیوا کرکے آگے بڑھیں۔
اگر حاصل نہ کیا تو اُس گھاس کی طرح سوکھا پڑا دیکھے گا۔
اور جیسے وہ سوکھا گھاس زمین سے کچھ نہیں لابھ کرسکتا
اُسی طرح ہماری آتما کو خوراک نہ ملے۔ تو کمزور ہو جاتی
ہے۔ ہمارا جسم گھٹنے لگتا ہے۔ تو ہمیں خوراک کی ضرورت
ہوتی ہے۔ جب کوئی دھرم وان آتما کو خوراک دے دیتا ہے۔
تو ہم آگے بڑھنے لگتے ہیں۔ اور ہم یہ سوچیں۔ کہ ہماری ایک
نیچ اوستھا جو بھری پڑی ہے۔ ہمارے اندر کو اندر ہی اندر
سے نہ کھا جاوے۔ ایسا ہو کہ ہم شردھا اتپن کرسکیں اور
ان دھرماتماؤں سے جو سچے دھرم کو بتانے والے ہیں
اپنا میل کرسکیں۔ میری کامنا پوری ہو۔ ایسا ہو۔ اور
ضرور ایسا ہو۔

بچار ساد ھن نمبر ۲۶

۲۲۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

شردھا ایک ایسی اُپکاری وستو ہے۔ کہ جو دھرم میں
سب سے ضروری ہے۔ دھرماتما پرش کے ساتھ ملنے سے
دھرم لابھ ہوتا ہے۔ اور شردھا وان دھرماتما سے جو

جاتا ہے۔ اور یہ جیون کی سب سے پہلی پرنالی ہے۔ جس طرح سے مکان بناتے ہیں۔ اور اس میں پہلے پرنالی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح سے دھرم کے لئے ہمیں شردھا کی پرنالی کی ضرورت ہے۔ پہلی شرنی اس کا نام ہے۔ کہ ہم شردھاوان ہوں۔ اور دھرم کو حاصل کریں۔ اور انو بھو کر سکیں۔ یہ بہار ہے آتما کی عمر اک حاصل کر سکیں سا بیبا ہو۔ کہ ہم دھرم حاصل کرنے کے لئے سچے راستے کو دیکھ سکیں۔ اور اس کی قدر کر سکیں ÷

سچار سادھن نمبر ۲۷

۲۳۔ فروری ۱۹۰۶ء

ایک بیمار روگی اور مرتو کی اوستھا میں پڑا ہے۔ اب وہ یہ سوچ رہا ہے۔ کہ میں ڈاکٹر کو نہ بلاؤنگا تو دنیا سے کوچ کر جاؤنگا۔ تو اب اُسے ڈاکٹر کی ضرورت ہوئی سب طرف سے اچھے اچھے ڈاکٹر تلاش کرنے کے لئے آدمی روانہ کرتا ہے۔ اور جب ملتا ہے تو اُسے کہتا ہے کہ میرا کتنا روپیہ خرچ ہو جائے۔ پر میری بیماری کسی طرح چلی جائے۔ اسی طرح ہمیں جیون سدھارنے کے لئے دھرم ڈاکٹر بلانا چاہئے یا تلاش کرنا چاہئے۔ اور جب ملے تو اُس کو سب روگ بتا دیں تو وہ علاج کر دینگے۔ اور جو وہ پرہیز کرنے کو بتائے۔

اُس کو کرو۔ اور جب وہ مہاتما کہے کہ تم میں یہ بیماری ہے اور جب وہ بتائے کہ اس طرح پر چلو۔ تو ہمیں پر چلو اور دھرم حاصل کرو۔ اگر ایسا نہ کریں تو ہم دھرم حاصل نہیں کر سکتے اور دربل ہو جائینگے۔ ہم کچھ کام نہ کر سکیں سچ مچ اس آدمی کی طرح ہو جائینگے۔ جو بیمار ہے اور ڈاکٹر کو نہیں بلاتا۔ میں ایسی کامنا کرتی ہوں۔ کہ میں سچ مچ سچے دھرم کو حاصل کر سکوں۔ اور آگے بڑھ سکوں۔ سچے دھرم کو لابھ کر سکوں۔ ایسا ہو۔ میری ایسی کامنا پوری ہو +

بچار سادھن نمبر ۲۹

۲۴۔ فروری ۱۹۰۶ء

ایک اندھا آدمی راستے کے بیچ میں پڑا ہے اور وہ اُٹھ کر چلتا ہے۔ گڑھے میں گر جانے کا اندیشہ ہے اگر اُسے کوئی راستہ نہ بتلائے۔ تو وہ بیچارہ گڑھے میں گر ادھر اُدھر ٹٹولتا ہے۔ اور بیچارہ جنم کا اندھا ہوتا ہے۔ اور دنیا کی روشنی دیکھنے کو ترستا ہے۔ کیوں ترستا ہے۔ کیونکہ اُس کی دیکھنے کی آنکھیں نہیں ہیں۔ جب سوچا گیا ہو تو دیکھے۔ کہ اس دنیا میں کیا کیا لیلا ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہماری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ تو ہم کو کچھ دکھائی نہیں دیتا پر ہماری آنکھ بھی ہے۔ اور ہم آنکھ رکھکر اُسی اندھے کے موافق ہیں۔ اور ہم دیکھ نہیں سکتے۔ کہ ہماری آتما

ہیں کتنی میل بھری ہوئی ہے۔ اور جو پردا آتما کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ اُسے دیکھ نہیں سکتے۔ آنکھ والے ہو کر بھی شردھا کے پرنالی نہ ہونے سے ناش ہو رہا ہے۔ اس سنسار ہیں بھی اُس امولک وستو کو پا کر اُس جنم کے اندھے کے نیائیں کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ میری یہ کامنا ہے۔ کہ ہیں اپنی آنکھوں کے سامنے پٹی نہ باندھ رکھوں۔ اور آنکھیں رکھ کر آتما کے لحاظ سے اندھی نہ رہوں۔ اور آنکھیں کھول کر دھرم کو حاصل کر سکوں۔ اور جیون کا کلیان کروں اور اپنے آتما کو سچا رکھوں ۔

سچا رساؤھن نمبر ۲۹

۲۵ - فروری ۱۹۱۸ء

ایک انجن کے بغیر گاڑی نہیں چل سکتی۔ اس ہیں کتنے مسافر بیٹھے ہوں پر وہ پار نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ انجن نہ جوڑا جائیے۔ وہ گاڑی چل نہیں سکتی۔ اگر ہم لاکھ گاڑی جوڑیں۔ اور کسی طرح ہم جتن کریں۔ وہ گاڑی چل نہیں سکتی۔ جب تک کہ انجن سے نہ جوڑیں۔ انجن جڑا ہو تو وہ ہزاروں گاڑیاں اور مسافر کھینچ کر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھیں۔ کہ ہمارے آتما کو شردھا کا انجن لگانے کی ضرورت ہے۔ اگر شردھا دان دھرم آتما

انجن جڑے تو ہی ہمارے آتما کی گاڑی چل سکتی ہے۔ اُس دھرم آتما سے جڑیں۔ جہاں ایسا موقعہ مل رہا ہے اُسے ہم بچار یں اور غافل نہ رہیں۔ اُسے ہاتھ سے بے ارتھ نہ جانے دیں۔ اس سنسار میں ہم اگر کسی دھرم انجن کے ساتھ لگیں تو اس دھرم کی گاڑی میں بیٹھ کر پار اتر سکتے ہیں۔ میں ایسی کامنا کرتی ہوں، کہ کسی طرح میں دھرماتما انجن کے ساتھ جڑ سکوں۔ تاکہ مجھے دھرم حاصل ہو۔

بچار سادھن نمبر ۳

۲۶- فروری ۱۹۲۶ء

ایک بن میں ایک مہاتما پرش رہتا تھا۔ اور ہر روز اپنے سادھن کو کرتا تھا۔ ایک کتا اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی آگیا بہت مانتا تھا۔ جو وہ کرنے کو کہتے وہ کتا کر دیتا۔ ایک بار آیا اس جنگل میں اُس سادھو کو دیکھ کر کہا کہ تم اچھے ہو۔ یا تمہارا کتا۔ مہاتما نے کہا۔ دیکھو مجھے پرمیشور نے یہ سب دیا ہے۔ اگر میں اس کے واسطے مہا کا شکریہ کیونکہ یہ کتا ہمیشہ میرا حکم مانتا ہے۔ اگر ہم اپنے آقا کا حکم نہ مانیں تو ہم کتے سے دونوں نیچے ہیں۔ اور یہ کتا ہمیشہ میرے اشارے کو سمجھتا ہے۔ اچھے کھانے کے واسطے کسی امیر کے گھر نہیں جاتا ہے کیونکہ مجھ سے ... چھوڑ ... سکتے

مجھ کو چھوڑ کر کہیں نہیں پاتا ہے - پرنتش میں تو بہت سمجھنے کی شکتی دی گئی ہے - منش کا بہت بڑا دماغ وہ سب کچھ سمجھ بوجھ سکتا ہے - اُسے سمجھنے سوچنے کی شکتی دی گئی - وہ یہ سب چھوڑ دے تو کتے سے بھی نیچے ہیں - کتے میں وہ شکتی نہیں ہے - کہ وہ سمجھ بوجھ صرف اپنے مالک سے ہی پریم رکھتا ہے - اس سے شردھا سے جوڑتا ہے - کہ اس دھرم کو لابھ کرتا ہے - میں ایسی کامنا کرتی ہوں - کہ میں اس کتے سے اپنے جیون کے لئے دھرم حاصل کر سکوں اگر میں ایسا کروں تو کتے سے بہتر ہوں - نہیں تو بدتر ہوں

بچار ساودھن نمبر ۳۱

۲۷ - فروری سنہ ۱۹۰۶ء

جب تک سورج بھگوان بادلوں کے نیچے دبے رہے ہیں - تب تک دنیا میں روشنی نہیں ہو سکتی - نہ کوئی چیز نظر آ سکتی ہے - نہ کوئی برکش گھاس آدمی ہرے رہ سکتے ہیں - بغیر روشنی اور گرمی کے سب مرجھا جاوینگے اور ہم کچھ دنیا کے کاروبار نہیں کر سکینگے - جب سورج اپنی روشنی اور گرمی دے - وہ جو بادل اُس کے اوپر ڈھکا ہوا تھا - اب وہ اتر گیا - سورج نے اپنی آنکھیں کھولیں اور سنسار میں گرمی پہنچائی - اور وہ جو گھاس پھوس برکش

آدمی پہلے مرجھا گئے تھے - اب وہ بہت سندر نظر آنے لگے - اور اسی طرح ہم دیکھتے ہیں - کہ ہماری آتما کے اوپر پردے پڑے ہیں - اور خوب ڈھکے ہوئے ہیں - اور وہ سب بادل کی نیائیں ڈھکے ہوئے ہیں - ہم کچھ نہیں دیکھ سکتے - کچھ نہیں معلوم کر سکتے - کہ جب تک وہ پردہ نہ اترے اس بادل کے نیائیں - جیسے کہ وہ سورج پر چھا جاتا ہے اور سارے سنسار میں اندھیرا کر دیتا ہے - اور ہمیں کھائی نہیں دیتا - اسی طرح ہمارے آتما پر پردے ہیں جب وہ پردے دور ہو جائیں - تو ہمیں دکھائی دیتا ہے - اور جب تک پردے ہیں - تب تک ہماری آتما دیکھ نہیں سکتی ہے - اور ہم ایسی کامنا کریں - کہ جو پردہ چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے - اُسے اتار سکیں - اور اپنا گیان لابھ کر سکیں - اور اس سنسار سے دُکھی نہ جاویں - بلکہ سچے دھرم کو لابھ کر کے اپنے جیون کو سپھل کر کے آگے بڑھیں - ایسی کامنا کرتی ہوں - پوری ہو - جہاں مجھے گیان پیدا ہو - وہاں میرے دوسرے سمبندھیوں کو پیدا ہو - میرا شبھ ہو - میرے بھائیوں کا شبھ ہو - میری بہنوں کا ہت ہو - میرے پتی کو شانتی پراپت ہو - ان کو میری اور سے کوئی تکلیف نہ پہنچے - کوئی دُکھ نہ ہو - میں ان کی سچی آگیاکاری پتنی بن سکوں - اس کے حکموں کو پالن

کر سکوں۔ اُن کو سچّے راستے کا پتہ لگے +

بچار سادھن نمبر ۳۲

۲۸۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء

جیسے چار گدھے اور چار خچر ایک ہی استھان میں رات بھر بندھے رہے۔ اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو لات مارتے اور کاٹتے رہے۔ اُسی طرح ایک ایک نگر میں جاؤ ایک ایک گھر میں جاؤ۔ تو وہاں دیکھتے ہیں کہ باپ بیٹے کو ماں بیٹی کو اسی طرح لاتیں ڈنڈے مارتا ہے۔ اور گالیاں دیتا ہے۔ ایک دوسرے کو ہانی۔ تکلیف۔ دکھ۔ پہنچا رہے ہیں اور وہ نہیں جانتے۔ کہ ہم جو ایک دوسرے کو دکھ دکھاتیں پہنچا رہے ہیں۔ ہمارے ارد گرد جو گھر ہیں اُن کا بھی ناش کر رہے ہیں۔ اور اپنا بھی ناش کر رہے ہیں۔ یا اگر کوئی عقل والا ہو۔ دولت مند ہو۔ یا کوئی مان بڑائی رکھتا ہو۔ یہ سب رکھ کر بھی اب اُسے کوئی مدد نہیں دیتا ہے۔ نہ کوئی سہایتا ملتی ہے۔ اسی اوستھا میں بیچارہ اپنی ہولیہ وان وستو کو ناش کر دیتا ہے۔ جو اُسے سندر کومل رتن ملا تھا۔ اُس اوستھا میں وہ اس کو خچر گدھے کی نیائیں مار کوٹ کر مٹی میں ملا دیتا ہے۔ جس طرح وہ آپ تھا۔ اسی طرح وہ اوروں کو کر دیتا ہے۔ اور یہاں سے چلتے وقت

اُسے کوئی سہایتا نہیں دیتا - نہ ماں - نہ بیوی - نہ بیٹا - نہ بیٹی -
ہے بڑا ہی افسوس ہے - کہ مجھے کوئی یہاں پر سہایتا
نہیں دیتا - جو میں دھن دولت مان بڑائی رکھ کر
بھی انہیں پاپوں میں رہی - تو میری کیا حالت ہوگی -
میں ان پاپوں میں پھنسی رہونگی - اور کس طرح سے
میں ان بندھنوں میں سے نکل سکوں گی - ایسی
کاما کرتی ہوں - کہ میں سچے راستے پر چل سکوں - اور
دھرم حاصل کر سکوں - اپنے لئے اور اپنے پتی کے
لئے سچی سہایتا کرنے والی ہو سکوں - اور جہاں ایک
اور میں ان کے لئے ایسی بن سکوں - وہاں میں اپنے
بھائی - بہنوں - اور دوسری استریوں کے لئے سچی
مددگار بن سکوں - اور میں سچ مچ کسی غرض کو لیکر
نہیں - بلکہ اپنے ہت کے لئے دوسروں کی سیوا کر
سکوں - ایسا ہو سب کا شبھ ہو - سب کا ہت ہو - ہر
پرکار سے بھلا ہو +

سادھن نمبر ۳۳

یکم - مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

ایک کسان جب ہل جوتتا ہے - تو اُسے پہلے زمین
صاف کرنی پڑتی ہے - اور گھاس - کانٹے اور آگ

کے پیڑ سب صاف کرنے ہوتے ہیں۔ جب یہ زمین
صاف ستھری ہو جاتی ہے۔ تو پھر وہ بیج ڈالتا ہے۔
اتنے دُکھ تکلیف اُٹھا کر بھی اُسے شانتی اور تسلی نہیں
آتی ہے۔ جب کچھ دنوں کے بعد وہ پودے زمین
سے نکلنے لگتے ہیں۔ تو وہ اُن کی رکھوالی کرتا ہے۔ ایسا
نہ ہو۔ کہ اُسے کوئی چر جائے۔ یا سوکھ جائیں۔ رات دن
اس فکر میں رہتا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ کیڑا کھا
جائے۔ اور ان کا ناش کر جائے۔ ایسا ہی آتما کا حال ہے۔
میں ایسی کامنا کرتی ہوں۔ کہ میں سچ مچ اس طرح سے
اپنے دھرم کی زمین کو بنا سکوں۔ اور اس کو اِدھر اُدھر
کے بناشکاری سامانوں سے بچائے رکھوں۔ کہیں ایسا نہ
ہو۔ کہ اندر ہی اندر کیڑا لگ جائے۔ اور جاتی دفعہ بہت
تکلیف ہووے۔ اور ہاتھ کچھ نہ ہووے۔ دھرم بھی ایک
کھیتی کی نیائیں ہے۔ جو بونے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس
کے لئے میں دن بدن یتن کروں۔ کوشش کروں۔ دھرم
کا بیج جو اس کھیتی میں ڈالا جائے۔ وہ سوکھ نہ جائے ہرا
بھرا رہ سکے۔ اور شردھا کا بھاؤ پیدا ہو سکے۔ اس بھاؤ
کو میں دن بدن بڑھا سکوں۔ اور جب یہ بڑھ جائے۔ تو
دوسروں کو بھی بتا سکوں۔ اور سچے گورو کے ساتھ لگن
لگا سکوں۔ اور دھرم کے مارگ میں چلتی رہوں۔ جہاں

ایک اور میں دھرم حاصل کر سکوں - وہاں دوسری - اور میرے پتی بھی اس مارگ میں چل سکیں - جیسے وہ وِدوان ہیں ویسے ہی دھرم میں آگے جا سکیں - ان کو میری کوئی تکلیف نہ پہنچے - ان کو کوئی دقت نہ ہو - ان کو ہر پرکار سے سکھ ملے اور میری ماتا ان کا جو اس وقت دور بیٹھی ہے - شبھ ہو - میرا شبھ ہو - میرے بھائیوں کا شبھ ہو - میری ماں کا شبھ ہو اور سب جنوں کا شبھ ہو +

گیت اور بھجن

اگلے صفحوں میں چند گیت اور بھجن جو شریمتی داما بائی اپنی زندگی اور سادھنوں میں گایا کرتی تھیں - نقل کئے جاتے ہیں - ان سے اُن کے بھاؤ معلوم ہونگے - آواز نہایت شیریں تھی - اور سننے والوں پر اُن کا بہت اثر ہوتا تھا اکثر بیراگ کے گیت گاتی ہوئی رو پڑتی تھی - کئی استریوں اور لڑکیوں کو اُنہوں نے یہ بھجن اور گیت گانے سکھائے +

ان گیتوں میں سے اپنے دیش کے متعلق گیت دیو سماج کے بانی شری دیو گورو بھگوان کا رچا ہوا ہے - اور باقی گیت ان کے سیوکوں کے تیار کئے ہوئے ہیں -

گیت

(ستگورو کی مہما)

گھر گھر راج ستگور ہو تمہارا

چہوں دگ راج ستگور ہو تمہارا

جو ہے جگ میں جنم داتا ہمارے
ہمارے تھے وہ نندیہ پیارے

اُن کو تھی نہ شُدھ کوئی جیون کی
ہمیں دیتے کہاں سے شُدھ جیون کی

بڑے ہت سے ہمیں پالا انہوں نے
اندھیرے میں تھا پر چھوڑا انہوں نے

خبر نہیں کیا گتی ہوتی ہماری
جو نہ ملتی ہمیں جوتی تمہاری

ہمارے پیارے پتی آکے بنے جو
جسم اور پران کے مالک بنے جو

جنہوں کے سر پہ بوجھا تھا سارا
اُنہیں کے ہاتھ میں تھا ہت ہمارا

اُنہوں نے بھی نہ لینی شُدھ ہماری
پڑی روتی تھیں ہم کرموں کی ماری

پڑی دن رین روتی تھیں گھروں میں
دنوں دن ناش ہوتی تھیں گھروں میں

نہ سنتا تھا کوئی دکھڑا ہمارا
نہ دیتا تھا ہمیں کوئی سہارا

تمہیں نے آن کے ہم کو بچایا
نیا جگ آن کے تم نے دکھایا

کہاں ہوتیں ہم اب تک تار نہارے
جو تم پرگٹ نہ ہوتے رکھشک ہمارے

کہیں دھن دھن تمہیں ستگور ہمارے
جو ہم دینوں کے سب دُکھڑے نوارے

تمہارے راج کو دیکھا ہے ہت کر
تمہارے راج کو پایا ہے سُکھ کر

تمہارے راج میں اب سُکھ بسیں ہم
جیون پائیں دنوں دن اوچ بنیں ہم

یہی ہے کامنا مدیہ تمہارے
یہی ہے بھاونا من میں ہمارے

گھر گھر راج سنگٹھن ہو تمہارا
جیون جگ راج سنگٹھن ہو تمہارا

گیت

(جوتی اور شکتی کے لئے پرارتھنا)

جیون جوتی کے تم سورج — جوتی کا پرکاش کرو
جوتی سے ہمرے ہردوں کا — اندھکار سب ناش کرو
ہمرے اندھے ہردوں کو — جوتی سے بھرپور کرو
جیون پتھ دکھلا کر ہم کو — بھئے ہمرا سب دور کرو
جیون شکتی کے تم داتا — نج شکتی سنچار کرو
پنچ گتی مولک سمبندھ سے — اب ہمرا اودھار کرو
ہم سب کے در بل ہردوں کو — شکتی دے بلوان کرو
جیون پتھ میں بڑھتے جائیں — ایسا بل ہمیں دان کرو

گیت

(دیو سماج کی مہما)

ہم سب کا ہت کرنے والی — ہے پیاری تو دیو سماج
تیرے ہت کو سمرن کرکے — گاویں تجھ کو ہم سب آج
پاپ ساگر میں ڈوب رہے جو — اُن کے لئے تو بنی جہاز
پاپ ادھرم کو دور ہے کرتی — لاتی ہے تو دھرم کا راج
دیو گورو کو دیو شکتی کا — ہو رہا تجھ میں اچرج کاج

گیت

(اپنا دیش)

بھارت ہمارا دیش ہے — ہت اُس کا سوچے چاہیں گے
اور اُس کے ہت کے کارن — کچھ نہ کچھ کر جائیں گے
بھارت کی دُکھ پر واونتی[1] پر — کیوں نہ اشرو بہائیں گے
اس کے مٹانے کے لئے ہم — کچھ نہ کچھ کر جائیں گے
بھارت ہماری ماترِی بھومی — اس کارن ہم پر بہت
اس کے شودھن کے لئے ہم — کچھ نہ کچھ کر جائیں گے
دھرم ودیا اور دھن سے — اُنتی[2] بھارت کی ہو
اس اُنتی کے مارگ میں ہم — کچھ نہ کچھ کر جائیں گے

گیت

(بدیا لابھ)

ہمرا جیون کیسا درلبھ — اُس کو کیوں ہم کھیل گنوا ویں
بدیا کی ہم ہو ابھلاشی — بدیا لابھ سے لگن لگاویں
بدیا کو ہم پا کر دن دن — جیون اپنا اُونچ بناویں
بدیا کی سنگ پریت بڑھا کر — ادھک ادھک ہم بدیا پاویں
بن بدیا نہیں دھرم ہے آوے — دھرم بدیا سے آتم بچ جاوے

گیت

(اپنے وجود کی رکھشا)

ہائے وجود اپنے کو کیونکر بچا ئینگے — ست گورو تمہاری شرن میں جبتک نہ آئینگے

---

[1] تنزل [2] ترقی

رگ رگ میں اندھکار ہمارے سما گیا ستگورو تمہاری جوتی کو ہم کیسے پائینگے
آہنگتا کی زہر سے ہے رُک گیا ہمرا گلا اب رو کے حال اپنا ہم کیسے سنائینگے
ہے چکنا چور کر دیا اپنے وجود کو اب ہائے شیشہ گر اُسے کیونکر بنائینگے
ہے ایک آشا آپکے چرنوں کی لگ رہی اب در تمہارا چھوڑ کے ہرگز نہ جائینگے

گیت

(پاپ جیون سے نکلنے کی پرارتھنا)

ہائے پاپ تونے کیا غضب کیا
روح میری جو کومل تھی اور پاپوں سے نرمل تھی
تونے اُسے تباہ کیا اور اپنا داس بنا لیا
اب ایک ایک خواہش آتی ہے۔ اور مجھ پر قابو پاتی ہے
کر کے اپنا غلام مجھے نت نت نچادے ناچ نیا
بھلا یہ کیا ہے زندگی۔ جس میں غلامی نفس کی
پائی نہ جس نے اُعج گتی۔ ایسا منش جیا نہ جیا
اب تو میرا پیچھا چھوڑ اور مجھ سے اپنا رشتہ توڑ
مجھ کو تو آگے بڑھنے دے۔ ابتک بہت ستا لیا

گیت

(دھرم جیون لابھ کی اچھا)

پاؤں میں دھرم کا جیون یہ ہے کامنا میری

جیون کا گیان میں کھوجوں — نیم جیون کا میں جانوں
نہ بے سدھ ہو جیون کھوؤں — یہ ہے کامنا میری
نہ بن کر داس اچھیوں کا — کروں میں ناش جیون کا
سدا چاہوں میں ہت اس کا — یہ ہے کامنا میری
جیون جوتی ملے جس سے — جیون شکتی ملے جس سے
بڑوں میں ایسے ست گوروں سے — یہی ہے کامنا میری
پاپ کا بودھ میں پاؤں — نہ پرچھائیں کبھی چاہوں
میں ہت کر جیون جاؤں — یہ ہے کامنا میری

گیت

(پراپکار کی مہما)

مبارک ہے جنم اُن کا — جو آئیں کام اوروں کے
ہٹائیں پاپ اوروں کے — سدھاریں کام اوروں کے
ابھاریں دل جو اوروں کے — ملائیں دل جو اوروں کے
گھٹائیں دُکھ جو اوروں کے — بڑھائیں سُکھ جو اوروں کے
بسائیں گھر جو اوروں کے — بچائیں پران اوروں کے

گیت

(دھرم کے بنا منش جنم کا اکارتھ ہونا)

دھرم پائے بنا جینا — جنم اپنا یہ ہے کھونا

منش ہو کر پشو رہنا   جنم اپنا یہ ہے کھونا
گوبر کا بھی جو کیڑا   ہے وہ بھی پیٹ تو بھرتا
یہ ہی ہو کش گر میرا   جنم اپنا یہ ہے کھونا
حق اوروں کی ہر لینا   پر ہانی سے خوش ہونا
منش سے بھیڑیا بننا   جنم اپنا یہ ہے کھونا
نہ اوروں کے لئے ملنا   اُنہی سے کام نت لینا
مثل جون کے پڑے کھانا   جنم اپنا یہ ہے کھونا

شریمتی راما بائی کے دھرم سمبندھی

دیو سماج کے مندرجہ ذیل کرمچاریوں اور سیوکوں کے لئے شریمتی راما بائی جی۔ کے دل میں خاص کر بہت سمان اور شردھا کا بھاؤ تھا۔ اور وہ اُنہیں اکثر یاد کیا کرتی تھیں ÷

(۱) شریمان دیوت سنگھ جی۔
(۲) شریمان سردار گورمکھ سنگھ بی۔ اے۔
(۳) شریمان سرمکھ سنگھ بی۔ اے۔ اور اُن کے والد ماجد شریمان سردار جمعیت سنگھ جی۔
(۴) شریمتی کشن دیوی جی۔ پربندھ کارنی ماتا دیو سماج بالکا ودیالے فیروز پور۔

(۵) شری بھگتی کشن کور جی ؎

ان کے علاوہ شریمتی سدا کور جی اور شریمان دیو بل کی
دھرم پتنی کے ساتھ اُن کے اندر بہت پیار موجود تھا ؎

ہمدردی اور ماتم کے اظہار

میں

خطوط و تار

شریمتی راما بائی کی مرتیو کی خبر ملنے پر سو سے زیادہ
ہمدردی کے تار اور خط آئے ہیں۔ اُن میں سے اب یہاں
میں صرف چند ہمدردی کے خطوں کی نقل کئے دیتا ہوں اور
جن مہربان دوستوں نے اس موقعہ پر میرے پریوار کے ساتھ
درد محسوس کیا ہے۔ اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان میں سے کتنے
ہی وہ بزرگ محسن ہیں کہ جنہوں نے شریمتی راما بائی کے جیتے
جی اُن کے اور اُن کے بچوں کے بھلے کے لئے کئی قسم کا یتن
کیا تھا۔ اگر شریمتی راما بائی کو موقعہ ملتا۔ تو یقیناً وہ اپنی زندگی
میں کبھی نہ کبھی اپنے ایسے محسنوں اور اُچ آتماؤں کا ضرور
شکریہ ادا کرتیں۔ کہ جن سے اُن کو اس قدر سہایتا ملتی رہی۔ ان
میں سے سب سے بڑھکر محسن وہ دھرم سروپ ہتکر تا ہیں کہ جنہوں نے

اس سنسار کے اندر کثرت سے پنچ آتماؤں کے کلیان کا مارگ کھولدیا ہے۔ اور در اصل جن کی کرپا اور دھرم کا سچ کے ذریعہ ہی اُن دوسرے آتماؤں کے اندر بھی ہم جیسے لوگوں کے لئے سچی ہمدردی کا بھاؤ اور قابلیت پیدا ہوئی ہے۔ میری مراد دیو سماج سنستھاپک شری دیو گورو بھگوان سے ہے۔ اُن کے اُپکاروں کو ہم لوگ نہ کسی طرح شمار میں لاسکتے ہیں اور نہ اُن کا کافی شکریہ ادا کر سکتے ہیں۔ اُن کے علاوہ اُن کے جن سیوکوں کے اُپکار شریمتی راما بائی پر خصوصیت سے تھے اُن کے نام یہ ہیں :-

شریمان دیوت سنگھ جی۔

شریمان دیو رتن جی اور اُن کی دھرم پتنی۔

شریمان امر سنگھ جی۔

شریمان دیو بل جی اور اُن کی دھرم پتنی۔

شریمان سردار گورکھ سنگھ جی اور اُن کا کل پریوار۔

شریمان سردار جمعیت سنگھ جی اور اُن کا کل پریوار۔

شریمان سردار بھگت سنگھ جی۔

اس سے آگے وہ منتخب اظہار ہمدردی درج کئے جاتے ہیں کہ جنکو راقم خصوصیت کے ساتھ عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے :-

نمبر ۱

پوجنیہ بر مہامانیہ شری دیو گورو بھگوان اور اُن کی دھرم پتنی جی

کی طرف سے تار مرسلہ شریمان دیو رتن جی - کہ جس نے ہمارے دکھی دلوں کو خصوصیت کے ساتھ بہت ہی شانتی اور تسلی دی +

"مہا مانیہ جی پوجنیا جی منگل کا ماتا کے بعد گریہ بھاؤ سے آپ کے ساتھ ہمدردی کا پرکاش کرتے ہیں +

مورخہ ۱۹- اگست ۱۹۰۶ء

از لاہور

نمبر ۲

(تار از شریمان سردار گورمکھ سنگھ جی بی- اے کرمچاری دیوسماج)

میں اس درگھٹنا کے لیے نہایت افسوس کرتا ہوں لڑکیوں نے نہایت صبر اور دھیرج کے ساتھ ماتا کی مرتیو کی خبر سنی - ہم سب آپ کے ساتھ دلی ہمدردی رکھتے ہیں +

مورخہ ۱۸- اگست ۱۹۰۶ء

از فیروزپور

نمبر ۳

(خط از جانب شریمان سردار جمعیت سنگھ جی ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ موگہ)

میرے سمان کے یوگیہ بابو صاحب زاد عنایتہ

میں نے بڑے شوک اور دکھ سے بی بی رلا بائی کی پرلوک گمن

کی خبر سنی ہے - وہ جب تک یہاں رہی تھیں ان کی سرلتا اور
نیک عادت سے سب پر ہمیشہ اچھے اثر پڑتے رہے - اُس نے
اپنی نیک رویہ سے بہت سی استریوں پر ایسے پربھاؤ ڈالے تھے
کہ جو اُن کو اپنے پریوار میں اپنی بیٹیوں کے سمبندھ میں آجتک
ایک مثال کی طور پر دکھائی دیتی ہیں - ہائے افسوس کہ جس
خوشی کی وہ اپنی اساری عمر میں امید کرتی رہی جب وہ دن
نصیب ہوا تو وہ بیچاری اس لوک سے چلی گئی - یہ صدمہ جہاں
اُس کے لیے بہت کلیش دایک ہے - وہاں آپ کے لیے بھی
بہت سخت دُکھ جنک ہے - اور اُن بیچاری کنیاؤں کے لئے
تو بہت ہی ہانی کارک ہے - کہ جن کی ماتا اُنہیں جدائی کی حالت
میں ہمیشہ کے لئے اُن کو ملنے سے ناامید کر گئی - اور اُس ننھے
سے پھول کی تو معلوم نہیں کیا حالت ہوگی - کہ جو کھلنے سے
پہلے ہی اپنی رس پہنچانے والی شاخ سے الگ ہو گیا ہے میں
جہاں آپ کے لئے اور اُن کنیاؤں کیلئے دلی ہمدردی کا اظہار
کرتا ہوں - وہاں اُس غنچۂ امید کی اوستھا کو سنمکھ لاکر اُس کے
لئے منگل کامنا کرتا ہوں - کہ اس نشو کے اندر سہاےکاری
شکتیاں جہانتک سمبھو ہو اُس کی رکھشا اور سہائتا کر سکیں -
اور آپ کو اور اُن ماتا ہین کنیاؤں کو شانتی پراپت ہو سکے -
اگرچہ ایسے صدمہ میں صبر کی طرف توجہ دلانا بے معنی ہے
مگر سوائے اس کے اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے -

سکون در آتش سوزندہ گفتم
کہ نتواں کرد چارہ ہم سکون است

آخیر میں میں اپنی اس گہری کامنا کے ساتھ اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ کہ وہ بچہ جو ماں کی گود سے جدا ہو گیا ہے پرکرتی کی گود میں پرورش پا کر آپ کے اس صدمہ کو اور اُس کی پرورش کی تکلیف کو ہلکا کر سکے۔ اور ہمیں اُس کے دیکھنے کا اوسر پراپت ہو سکے۔ ہائے جب آپ کی پتنی آپ کی سچی دھرم ساتھی ہو کر آپ کو دھرم مارگ میں مدد دینے لگی تو نباشی کاری ساماتوں نے اُس کو ساتھ نہ دینے دیا۔ ست گورو کی جوتی آپ کی رہبر ہو۔ اور اُن کی شکتی آپ کے دکھیا دل کو شانتی پراپت کرے +

آپکا دلی ہمدردی سے بھرا ہوا شبھ چنتک
جمیت سنگھ

نمبر ۴

از جانب شری مان دیوت سنگھ جی اُپکاری دیو سماج۔ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۰۷ء

سنمان کے یوگیہ اور دلی ہمدردی کے مستحق بابو جی

کل شام کو یہاں پہنچنے کے ساتھ یکایک آپ کی پیاری پتنی کی ناگہانی موت کی نہایت دردناک خبر کو سنکر مجھے بہت سخت صدمہ لگا ہے۔ میں تو یہ امید کرتا تھا۔ کہ آپ اُنہیں اپنے ساتھ لائینگے

اور میں مدت کے بعد اُنہیں مل سکونگا - اور اب جو کچھ
عرصے سے آپ کی اور اُن کی گتی میں بہت بہتری آ رہی
تھی - میں اُس میں خصوصیت کے ساتھ اُن کی اُس پہلو میں اور
سیوا کرونگا - مگر نہایت ہی سخت افسوس کہ میری اُس اچھا کے
پورا ہونے کے بدلے ایک ایسی دردناک خبر ملی - مجھے آپ کی
چھ لڑکیوں اور آپ کے ساتھ اُن کی پیار سے سانتونا اور شانتی
کرسمبندھ کو سامنے لا کر آپ کے اور آپ کی لڑکیوں
کے ساتھ نہایت گہری اور دلی ہمدردی کا بھاؤ پیدا ہوتا
ہے - مجھے ابتک یہ خبر نہیں کہ چھوٹا بچہ کس حالت میں ہے اس کے
علاوہ چھوٹی لڑکیوں اور آپ کے پروگرام کی نسبت جاننا
چاہتا ہوں - آپ مہربانی کر کے مجھے جو ایسی بہنوں اور
چھوٹے بچوں کے سنبھالنے کے متعلق ودیالہ میں بہت اچھا
انتظام ہو سکتا ہے - آپ چھٹی میں آتے ہوئے اُن کو ساتھ لے
آئیں - میرا بہت جی کرتا ہے - کہ کاش کہ ایسے دُکھ کے
وقت میں آپ کے پاس ہوتا - اور آپ کے لئے کچھ سہائتا
کا موجب ہوتا ٭

اب یہ میری ہردے گت کامنا ہے کہ شریمتی
ماتا بائی کیلئے پرلوک میں شبھ کرسامان اور اُچ سمبندھی
پراپت ہو سکیں - اور آپ کو اور بچوں کو دھیرج اور
شانتی حاصل ہو ٭

ہردے گت سہانوبھوتی کے ساتھ
آپکا
دیوت سنگھ

نمبر ۵

(شری مان ویوبل جی کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ)

میرے پیارے بابو اگر سین جی

شریمتی راما بائی جی کی بیوقت دیہانت کی خبر نے مجھے بہت ہی رنج پہنچایا۔ خاص کر جبکہ اُن کے بیمار ہونے کی پہلے سے کوئی خبر نہ ملی تھی۔ اس میں ذرا شک نہیں۔ کہ آپ کے لئے یہ ایک سخت مصیبت کا وقت ہے۔ لیکن امید ہے کہ آپ اُس کو پوری دلیری کے ساتھ برداشت کرینگے۔

آپ کے وہ دھرم سمبندھی جو شریمتی راما بائی سے واقف تھے ضرور اس بات کا اقرار کرینگے۔ کہ اُن میں بہت اچھے دھرم بھاؤ موجود تھے۔ جہاں تک ہو سکتا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی استری جاتی کی مدد اور سہایتا کرنے کے لئے طیار رہتی تھیں۔ اُن کو سلائی۔ بیل بوٹے نکالنے۔ کھانا پکانے کے بارے میں خوب مہارت تھی اور ان کے سکھانے میں وہ کبھی تنگ دلی نہ کرتی تھیں۔ یہ صدمہ واقعی آپ کے لئے نہایت ناقابل برداشت ہوگا۔ اور کنیاؤں کے لئے اور بھی زیادہ دُکھ کا موجب

ہوگا۔ میں اپنی اور اپنی پتنی کی طرف سے آپ کے ساتھ نہایت دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ افسوس کہ مجھے اس رنج کے اظہار کے لئے مناسب الفاظ نہیں ملتے۔ اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ اور کس طرح مناسب طور سے ہمدردی کا پرکاش کروں اس لئے ان چند الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں ÷

آپ کا سچا دوست

دیوبل

نمبر ۶

(از جانب شریمان سردار گورمکھ سنگھ بی۔ اے چیف کورٹ پلیڈر فیروزپور)

میرے پیارے دوست اگرسین

آپ کا نقصان بہت بڑا اور بھاری ہے اے میرے دوست میں آپ کے ساتھ دل سے ہمدردی کرتا ہوں۔ میری پتنی نے جو آپ کو ہمدردی کی چٹھی لکھی ہے وہ میں بھیجتا ہوں۔ لڑکیوں نے اپنی ماتا کے دیہانت کی خبر بہت دل کی مضبوطی سے سنی اور اب وہ میرے گھر میں آن کر سوتی ہیں۔ اُن کی بابت آپ کچھ فکر نہ کریں۔ اب مجھے سنتا اور ساوتری بہت یاد آتی ہیں اور اُن کی تصویر آنکھ کے سامنے آن کر بہت دکھ دیتی ہے۔ اُن کو یہاں لے آؤ۔ بچہ کا کیا حال ہے۔ کیا وہ زندہ رہیگا۔ اگر کسی طرح وہ

یہاں پہنچ جائے تو میری استری اُس کو پال لیگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ مردانہ ہمت سے کام لینگے۔ مصیبت بہت بڑی ہوئی ہے۔ لیکن صبر بھی مقابلتاً کرنا چاہیئے۔ آخرکار یہ سوال صرف وقت ہی کا ہے۔ کوئی دس روز آگے جاتا ہے کوئی دس روز بعد۔ جب تک ہمارا یہاں قیام ہے ہم کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے۔ دادا بائی کے لئے شبھ بھاؤں سے پرارتھنا کرو۔ وہ ایک نیک آتما تھی۔ اور یہ خوب ہی ہوا کہ موت سے پہلے اُس کے خیالات دنیوی چیزوں سے ہٹ گئے۔ یہ اُس کے لئے پرلوک میں بہت فائدہ دیگا۔

آپ کا دوست
گورمکھ سنگھ

نمبر ۷

(دوبارہ از جانب شرمیان سردار گورمکھ سنگھ جی)

آپ کا خط ملا۔ آپ کا نقصان ایسا ہے۔ کہ اُس کا عوض ہونا ناممکن ہے۔ اور میں آپ کے ساتھ نہایت دل سے ہمدردی محسوس کرتا ہوں۔ لیکن یہ زندگی ہمیشہ پھولوں کا سیج نہیں ہے۔ یہ بعض دفعہ صرف فرض ہے۔ اور میرے لئے اس پیرایہ میں زیادہ خوبصورت ہے۔ آپ کو اب بہت سے فرائض ادا کرنے ہیں۔ اپنے لئے اور پھر اُس کے لئے جو آپ کے لئے

اس قدر مایہ خوشی و راحت تھی - آپ کے بہت سے بچے ہیں
اور اب آپ کو پتا اور ماتا دونو کا کام کرنا ہے - آپ مرد ہیں
اور مردانہ طور سے مشکلات سے مقابلہ کرنا چاہئے +

آپ کا دوست
گورمکھ سنگھ

نمبر ۸

(از جانب بیٹی لیلاوتی - از دیو سماج بالکا بدیالے فیروزپور)

میرے لشٹیش شردھا اور سنمان کے یوگیہ میرا ہر پرکار
سے بھلا چاہنے والے پتا جی - میں راضی ہوں - آشا ہے - کہ آپ
لوگ بھی راضی ہونگے +

پتا جی ! یہ سن کر بہت ہی افسوس ہوا - کہ پیاری ماتا جی اس
لوک سے پرلوک کو سدھار گئی - یہ سن کر بہت دُکھ ہوا ہے -
کیونکہ چار برس اُن کو ہم سے ملے ہوئے ہو گئے تھے - اب اُن سے
ملنے کو جی چاہتا تھا - پتا جی ! اب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو گیا - اب
رونے سے کیا ہو سکتا ہے - رونے سے کوئی واپس نہیں آنے
لگیں - افسوس ہے - کہ میں اُن کی سیوا نہیں کر سکی - لیکن میں
اُن کے شبھ کے لئے کامنا کرتی ہوں - پتا جی ! اور اس کے سوا
کیا ہو سکتا ہے - پتا جی - ستنا اور ساوتری کو آپ یہاں ہمارے
پاس بھیج دیویں - اور بھائی کو بھی - جو کچھ ہونا تھا سو ہو چکا ہے

ایک دن تو سب نے ہی مرنا ہے۔ اس لئے اور کیا ہو سکتا ہے
سوائے منگل کامنا کے۔ میں بھی اُن کے شبھ کے لئے منگل کامنا
کروں۔ اور آپ بھی منگل کامنا کریں۔ سنتا وتی اور ساوتری
کو یہاں ہمارے پاس بھیجدیویں۔ ہم اُن کو سمبھال لیں گی اور
آپ کو بھی ملنے کو بہت دل کرتا ہے۔ اب سنتا وتی۔ ساوتری
اور بھائی کس کے پاس ہیں؟

آپکی بیٹی لیلاوتی

نمبر ۹

(دوبارہ از جانب بیٹی لیلاوتی)

میرے سمان کے یوگیہ میرا ہر طرح سے بھلا
چاہنے والے۔ پتا جی! میں آپ کو پرنام کرتی ہوں میں راضی
ہوں۔ آشا ہے کہ آپ بھی راضی ہونگے +

پتا جی! بہت افسوس کی بات ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا
ہے۔ افسوس کرنے سے تو واپس نہیں آسکتیں۔ آپ دھیرج
کریں۔ دُکھ تو بیشک ہوتا ہے کتنے برس ملے ہوگئے تھے۔
پتا جی! اب دھیرج کریں۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ یہاں پر
ہر روز ان کے ہت کے لئے منگل کامنا ہوتی ہے +

پتا جی! آپ نے کرپا کر کے سنتا وتی۔ اور ساوتری اور
بھائی کو ساتھ لیتے آنا۔ اب پتا جی اُن کو کون سمبھالتا ہے۔

میں ہر روز اپنے سادھن میں منگل کامنا کرتی ہوں +

پتا جی !! اب آپ حوصلہ کریں - اُن کے ہت کے لئے ہر روز منگل کامنا کا سادھن ہوتا ہے - ہم راضی ہیں - دکھ تو بے شک ہوتا ہے - اور ملنے کو بھی دل کرتا ہے - کرپا کر کے میری طرف سے سنتا - اور ساوتری کو تسلی اور پیار دینا +

آپ کی پیاری بیٹی
لیلا وتی

نمبر ۱۰

(از جانب بیٹی سرسوتی دیو سماج بالکا بدیالے فیروز پور)

میرے سنتان کے یوگیہ میرا ہر پرکار سے بھلا چاہنے والے پتا جی ! میں آپ کے پوتر چرنوں میں سر رکھ کر پرنام کرتی ہوں - آشا کرتی ہوں - کہ آپ اور میری بہنیں راضی ہونگی +

پتا جی ! کل رات کو آپ کے بھیجے ہوئے تار کو سن کر - جس میں لکھا ہوا تھا - کہ تمہاری پیاری اماں اس دنیا سے کوچ کر گئی ہیں - بہت ہی دُکھ ہوا کہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو یہاں چھوڑ کر ہمارے سے بچھڑ گئی ہیں - لیکن اب رونے سے یا افسوس کرنے سے کیا بنتا ہے - نہ تو ایسی ہی

آسکتی ہیں۔ اب ہمیں ان کے لئے منگل کامنا ضرور کرنی چاہیئے۔ جس سے اُن کو تسلی ملے۔ جس دن آپ کا تار ملا تھا اُسی دن سب نے مل کر اُن کے لئے منگل کامنا کی۔ آشا ہے۔ کہ اُس سے اُن کو بہت تسلی ملی ہوگی۔ پتاجی! آپ تسلی کریں۔ جب ہم یہاں پر تسلی سے ہیں تو آپ کو ضرور حوصلہ کرنا چاہیئے۔ اور ہمارے بھائی اور بہنوں کی اچھی طرح دیکھ بھال رکھنی چاہیئے۔ کہیں وہ ان کے غم سے بیمار نہ ہو جائیں۔ اور آپ بھی ان کے لئے ہر روز منگل کامنا کیا کریں۔ لیکن ہمیں اتنا افسوس ضرور ہوتا ہے۔ کہ کئی دنوں سے خوشی کی خبریں سن کر کہ وہ ملنے کو آئینگی۔ ایک دم یہ خبر سن کر کہ وہ پرلوک باس ہو گئی ہیں۔ بہت ہی افسوس ہوا۔ چار سال بچھڑے ہوگئے تھے۔ اب وہ ہمیں کب مل سکینگی پتاجی! اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اُن کی تسلی کے لئے منگل کامنا کریں۔ اور آپ وہاں سنتا۔ ساوتری۔ اور بھائی کی بڑے حوصلے کے ساتھ خبر رکھیں۔ بھائی کے دودھ پلانے کا بندوبست آپ کر لیویں۔ اور آپ گھبرائیں مت۔ امید ہے کہ وہاں ماسی جی آئی ہوئی ہونگی۔ جتنی جلدی آپ آسکتے ہیں آپ آجاویں۔ بے بےؔ جی کہتی ہیں۔ کہ اگر آپ جلدی آویں۔ اور بھائی کو ساتھ لیتے آویں۔ تو میں پال لونگی پتاجی![1]

---

[1] شری مان گورکھ سنگھ بی۔ اے کی دھرم پتنی شریمتی سیدا کور جی مراد ہے۔ مؤلف

جلدی آدیں۔ ہمیں بہت افسوس ہے۔ کہ آخری وقت میں
ہم نے اپنی پیاری ماں کا منہ تک بھی نہ دیکھا۔ پتا جی۔
اب ہم بھی حوصلہ کرتی ہیں۔ یہاں ہمیں تسلی دینے والے
بھی بہت ہیں۔ میں آپ کو بار بار کہتی ہوں۔ کہ آپ
تسلی کریں۔ حوصلہ کریں۔ بنا حوصلہ کرنے کے کچھ نہیں
ہوگا۔ جس نے جانا تھا وہ تو چلی گئی۔ پتا جی! سردار جی
دو دن سے یہاں پر نہیں ہیں۔ تار شرمیان گوردھن داس
جی کو دکھلایا تھا۔ یہ چند لفظ لکھ کر میں بند کرتی ہوں۔ اس
کامنا کے ساتھ کہ میری ماتا کو تسلی پراپت ہو۔ سہائکاری
جن اُن کی سہایتا کریں۔ اور آپ کو تسلی پراپت ہو۔ پتا جی!
جلدی آدیں۔ اماں کے لئے منگل کامنا ہر روز ہوتی ہے
کل سردار جی آ گئے تھے۔ تو اُنھوں نے اُن کے ہت
کے لئے کامنا کی تھی۔ اس سے اماں کو بہت دھیرج ملتا
ہوگا۔ اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب آپ تسلی کریں۔ اس
سے اماں کو بھی تسلی ملیگی۔ سنتا۔ ساوتری اور ماسی کو بھی
تسلی دیں۔ اور آپ یہاں پر آنے کی جلدی کوشش کریں۔
ہمیں بھی یہاں کامنا سے تسلی ملتی ہے۔ آپ ہمارا کوئی فکر
نہ کریں۔ اور بھائی کو پالنے کی کوشش کریں۔ اماں کی جتنی
تصویریں آپ کے پاس ہیں اُن کو بھی لیتے آدیں۔ ان کی
چیزوں کو وہاں نہ چھوڑنا۔ اور بھائی کو کسی طرح بھی اکیلی

خوشی لے آتا۔ یہاں پر وہ اچھی طرح پل جاویگا۔ اب
میں اتنا لکھ کر بس کرتی ہوں۔ کہ جب ہم کو تسلی مل رہی ہے
تو آپ کو ضرور تسلی ہونی چاہیئے۔ ہم چاروں بہنیں راضی
ہیں۔ سب سے جی کی طرف سے اور ہماری طرف سے سنتا
ساوتری اور بھائی کو پیار +

نمبر۱۰

دار جانب بیٹی چندر اوتی ا
میرے لشیش شردھا اور سنمان کے یوگیہ میرے
جنم داتا۔ اور میرا ہر پرکار سے بھلا چاہنے والے پتا جی!
میں آپ کے پوتر شری چرنوں میں سیس رکھکر پرنام کرتی ہوں +
یہاں سب پرکار سے کشل ہے۔ اور آپ کی کشل کے لئے
کامنا کرتی ہوں +

پتا جی! اتینت شوک ہے۔ کہ ہماری پیاری ماتا اس لوک
سے چلی گئیں۔ ہمارے سے ساری عمر کے لئے بچھڑ گئیں۔ پرنتو
پتا جی ادُکھ کرنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ اب وہ تو کسی پرکار
نہیں آ سکتیں۔ پتا جی اب آپ کو دھیرج رکھنا چاہیئے۔
پتا جی ایک دن تو سب نے ہی چلے ہی جانا ہے۔ مرتیو سے
نہیں منش کو رونا چاہیئے۔ اس بات کا بیشک اپنے بھیتر خیال
رکھنا چاہیئے۔ کہ میں جب تک اس سنسار کے بھیتر جیونگی میں

اپنی بھلائی اور دوسروں کی بھلائی میں جیون بتیت کرونگی
اور پھر اگر پھر مر جاؤں تو بھی مجھے کوئی ڈر نہیں ہے۔
پتاجی! پیاری ماتاجی نے بھی اپنا جیون اسی بھلائی کے
کام لگایا تھا۔ مجھے من کر بڑی خوشی ہوتی تھی۔ کہ آپ اور
اماں جی دونوں مل کر سادھن کرواتے ہیں۔ اور اپنا اور
لوگوں کا نانا پرکار سے بہت سادھن کرتے ہیں۔ پرنتو ہائے
جب یہ دکھدائی سماچار سنا۔ تو مجھے ایسا انوبھو ہوا۔ کہ
میری پیاری ماتا کا چلے جانا تو بیشک بہت ہی شوک پرد گھٹنا
ہے۔ پرنتو اُن کا جیون بہت مبارک کہ اُنہوں نے ایسا
شبھ کارج آرمبھ کیا تھا۔ کاش کہ پرلوک میں بھی اُن کی ہر
پرکار سے ان کے سہائے کار ہی سہایتا کریں۔ وہ کسی موہ
میں پھنس کر ہماری طرف نہ کھنچ جاویں۔ بلکہ اُن کی شبھ گتی
کی ہی اور لگن لگ سکے۔ اُن کی سہائے کار ہی سہایتا کریں۔
پتاجی آپ نے بڑی کرپا کی۔ کہ ہمیں ایسے پوتر ودیالے
میں رکھ دیا ہے۔ جس میں ہمارے دھرم سمبندھیوں نے
ہمیں دھیرج بہت دیا۔ اگرچہ میں سچ کہتی ہوں۔ کہ اگر ہمیں
دھرم سمبندھیوں کی اور سے دھیرج پراپت نہ ہوتا۔ تو
ہم نے بھی اُن کے ساتھ ختم ہو جانا تھا۔ تب آپ نے بڑی
کرپا کی۔ کہ ہمیں اس ودیالے میں چھوڑ دیا ہے ؛
تب پتاجی۔ میں اپنی پیاری ماتا کے لئے بار بار منگل

کامنا کرتی ہوں - بیشک اُن کا اِس جوانی کی عمر میں چلی جانا بہت ہی شوک کی بات ہے - پرنتو اب جو کچھ ہونا تھا - وہ تو ہو گیا اب ایسا ہو کہ ماتا آپ کسی مدہ میں پھنس کر یہاں نہ کچھ جا دیں بلکہ آپ ادپر سے اوپر جا سکیں آپنے جو شبھ کارج ارمبھ کیا تھا - وہاں پر بھی آپ ایسی یوگیتا لابھ کر کے یہ شبھ کام جاری کر سکیں پیاری ماتا تمہارا ہر پرکار سے شبھ ہو - بہت ہو - پتا جی آپ دھیرج رکھیں - سنتا دتی - ساوتری اور چھوٹے بھائی کو بہت بہت پیار دیتی ہوں - پتا جی روٹی چھوڑنے و زیادہ شوک کرنے سے کیا ہوگا - بلکہ شریر کو ہی نقصان پہنچیگا - اس لئے آپ نے کھانا پینا نہ چھوڑنا - اور آشا ہے کہ آپ اُن کے لئے ہر روز منگل کامنا کرتے ہونگے +

پتا جی! سنتا دتی - ساوتری کو میں بہت بہت پیار دیتی ہوں - اور مجھے وہ بہت یاد آتی ہیں - آپ بھی مجھے [illegible] سے یاد آتے ہیں - پتا جی آپ کرپا کر کے یہاں جلدی آویں پیاری بہنوں اور بھائی کو اور آپ کو ملنے کو بہت ہی دل چاہتا ہے +

آپ کی پیاری بیٹی

چندراوتی

نمبر ۱۱

(از جانب شریمتی [illegible] دھرم پتنی شریمان سردار گوربکھ سنگھ جی)

میرے لشٹیش سمان کے یوگیہ بابوجی - میں آپ کو
پرنام کرتی ہوں ॥

بابوجی جب میں نے سنا کہ راما بائی جی کو لڑکا ہوا
ہے - تو ہم سب کو حد سے بڑھ کر خوشی ہوئی - میں نے
خوشی کی چٹھی پیاری راما بائی جی کو لکھی تھی - بابوجی جب
تار آیا کہ راما بائی جی پرلوک میں چلی گئی ہیں - اُس وقت
مجھے بہت ہی چوٹ لگی - بہت ہی دُکھ ہوا - ہم سب کی جو
امید تھی - وہ سب مٹ گئی ہے - ہم سب اگلے مہینے پیاری
راما بائی جی کے ملنے کی آشا رکھتی تھیں - وہ سب امیدیں
غلط گئیں - بابوجی! میری دلی پیاری شریمتی راما بائی
جی کے ساتھ میرا جتنا پیار تھا - اُس کو میں ہی جانتی ہوں
جتنا کوئی کسی کے ساتھ پیار رہے - اتنا ہی اُس کی جدائی
کا صدمہ پہنچتا ہے ॥

کل میں لیلاوتی کے پاس دن میں دو بار گئی تھی - رات
کو گھر میں لاکر روٹی کھلائی پیاری راما بائی جی کے
مرنے کے بعد رات سے لیکر روز سادھن ہوتے ہیں منگل
کامنا کے سادھن میں شجہ وتی بہت روتی ہے - اور بھی
کئی روتی ہیں پر میں نے پوچھا - تم کسی کو جو تکلیف ہو -
وہ مجھے بتا دو - اُنھوں نے کہا جب سے ہماری ماتا مری
ہے - تب سے دل اُداس رہتا ہے - لیلا کہتی ہے - کہ

سنتا وتی۔ اور ساوتری بہت ہی یاد آتی ہیں۔ اب پتا جی
جلدی مل جاویں۔ تو اچھا ہو۔ مجھے اس بات کا فکر ہے
کہ چھوٹے بچوں کو کون پالتا ہوگا۔ آپ بچے کو جلدی لیکر
آجاویں تو میں پال سکتی ہوں۔ بابو جی! جو کچھ آپ کو ایسا
صدمہ پہنچا ہے۔ اُس کو کون نوارن (دور) کر سکتا ہے
جس پُتر کو بہت دیر سے آپ نے دیکھا ہے۔ اُس کا ترساؤ
آپ کو دیکھنا کٹھن ہے۔ (مشکل ہو گیا ہے) بابو جی جو گھٹنا
ہونی تھی۔ وہ ہو گذری ہے۔ آپ اُس کے سہنے کے لئے
منگل کامنا کریں۔ جو ہمارا اُس کے ساتھ شریر کو لیکر سمبندھ
تھا۔ وہ کٹ گیا ہے۔ اب ہمارا اچھا سمبندھ اس کے آتما
کے ساتھ ہے۔ جتنی اُس کے ہت کے لئے کامنا کرینگے۔ اتنا
ہی اس کا ہت ہو سکتا ہے۔ سردار جی باہر گئے ہوئے
تھے۔ آج چار بجے کی گاڑی میں صبح کو آئے تھے۔ جب
ان کو رانا بائی جی کی مرتیو کی خبر ملی۔ تو اُنھیں بہت ہی دُکھ
ہوا۔ بابو جی! انکا ہمارے ساتھ جو دھرم کو لیکر سمبندھ تھا۔
وہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ وہ کٹ نہیں گیا۔ دُکھ ہے تو یہی
ہے۔ کہ چھوٹے بچے کی ماں کا مرجانا بہت ہی دکھدائی ہوتا
ہے۔ جو امید تھی۔ وہ سب نہ پوری ہوئی۔ جو کچھ اُچ سنگت
میں رہ کر لابھ اُٹھانا تھا۔ اُس سے ونچت رہ گئی ہے۔ ان
کے ہونے سے آپ کو گھر کا کوئی فکر نہ تھا۔ وہ گھر کے سارے

فکر آپ کو پڑ گئے ہیں۔ بابو جی! میری بہت پیاری بی بی
رامابائی جی کی مرتیو کی چٹھی لکھ نہیں سکتی۔ ہاتھ سے
قلم چھُٹ جاتی ہے۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اس
کی بھولی بھالی صورت میری آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے
آپ لکھیں کہ مرنے کے وقت کیا کیا باتیں کی ہیں۔ کس طرف
اُس کا دھیان تھا۔ کس کو یاد کیا تھا۔ آپ اُس کے ہت کے
لئے منگل کامنا کا سادھن کیا کریں۔ ہم سب بھی مل کر اُس کے
ہت کے لئے کامنا کرتے ہیں۔ تینوں بچوں کو آ کر چھوڑ جاویں
میں اُن کو اپنے بچوں کی طرح رکھونگی ✦

میں ہوں آپ کے ساتھ سچّی ہت کرنے کی اکانکھشی

سدا کور

نمبر ۱۲

(از جانب شریمان دیورتن جی کرمچاری دیو سماج دیو آشرم لاہور)

پیارے بابو جی۔ آپ کی پتنی کی دیہانت کی
اچانک خبر آشرم میں جس نے سنی۔ وہ حیران اور افسوس زدہ
رہ گیا۔ اور اُس وقت کے لئے اُسے گویا اور سب خیال بھول
گئے۔ ہم میں سے کوئی ایسی افسوس ناک خبر سننے کے لئے طیار
نہ تھا۔ اُن کی اچھی گھٹن۔ اُن کا ملنسار سوبھاؤ۔ اُن کا اتنی
کنیاؤں کا ماتا ہونا۔ اور ابھی ایک ننھے بالک کی جننی ہونا۔ اُنکی

چھوٹی عمر - اُن کا آپ کے دھرم مارگ میں سہائے ہونا اور
جلدی آپ کے ساتھ ادھرست سنگت وغیرہ کے لئے آنے
کی اچھیا رکھنا - غرضکہ خیالات کا ایک لمبا سلسلہ اُن کے
سمبندھ میں تازہ ہو کر دل کو دُکھ سے بھر دیتا ہے - اب جو
کچھ گذرا ہے وہ ہو گیا - اُسے ہم کسی طرح واپس نہیں لا سکتے
ہیں - ننھے بالک کے لئے جس قدر بندوبست کی ضرورت ہوگی
اُسے سامنے لا کر خاص طور سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے - آپ
کو دھیرج پراپت ہو - آپ اس مصیبت کا سامنا کرنے
کے لئے کافی طاقت پا سکیں - ایسی کامنائیں دل سے
اُٹھ رہی ہیں - آپ کے اور آپ کے سب پریوار کے لئے یہاں
پر منگل کامنائیں کی جا رہی ہیں +

آپکے دُکھ میں دلی شوک کیساتھ شریک

دیو رتن

نمبر ۱۲

(از جانب شریمان امر سنگھ جی کرمچاری دیو سماج)

از سولن ضلع شملہ - ۲۸ - اگست ۱۹۱۶ء

میرے عزت اور گہری ہمدردی کے لائق بابو جی -

میں کچھ دنوں سے لاہور سے یہاں آیا ہوا ہوں - یہاں پر
میں نے اخبار جیون تت سے یہ خبر بہت دُکھ اور شوک کیساتھ

پڑھی ہے۔ کہ آپ کی پتنی شریمتی راما بائی جی کا دیہانت ہو
گیا ہے۔ میں چونکہ ذاتی طور سے اُن سے ملنے کا اوسر لابھ
کر چکا ہوں۔ اس لیئے اس گھٹنا نے اور بھی دُکھدائی اثر کیا
ہے۔ شاید آپ کو بھی وہ سمے یاد ہوگا۔ کہ جب ہردوار میں
آپ بھی ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور
شری دیو گورو بھگوان وہاں تشریف رکھتے تھے۔ اور میں
بھی اُن کے شری چرنوں میں باس کرتا تھا۔ اور جب وہاں پر ملکر
سادھن ہوا کرتا تھا۔ تو وہ کئی بار اُچ بھاؤ سے بھر کر پرارتھنا
کیا کرتی تھیں۔ اتنے بچوں کی ماتا ہونے کے کارن۔ اُن کا اس قدر
جلدی اُٹھ جانا۔ اور بھی بہت دُکھدائی ہے +

آپ کو بھی غالباً اُن سے اپنے دھرم پتھ میں سہایتا ملتی تھی۔ آپکو
اُن کی دیہانت سے جو صدمہ پہنچا ہے اُس کے لئے بھی آپ کے ساتھ
ہمدردی کا بھاؤ پرکاش کرتا ہوں اور شریمتی راما بائی کے ہت
کے لئے ہت بھاؤ سے بھر کر منگل کامنا کرتا ہوں۔ وہ اپنے جو
بچے یہاں چھوڑ گئی ہیں، اُنکے شبھ کے لئے کامنا کرتا ہوں۔ کہ
وہ بچے اچھی سنتان ہو کر اُن کے نام کو روشن کر سکیں۔ اور آپ
اُن کی تعلیم و تربیت کے لیئے۔ اور بھی ادھک کوشش کر سکیں +

آپکے لئے شبھ کامنا اور گہری ہمدردی
کے ساتھ -

امر سنگھ

نمبر ۱۴

(از جانب شریمان سردار بھگت سنگھ جی پوسٹ ماسٹر بریمہا)

میرے سنمان کے یوگیہ بابو جی - پرنام - ہمدردی کا پرکاش کرتا ہوں - شریمتی رما بائی جی کا پرلوک سدھار جانا بڑا ہی جانکاہ صدمہ ہے - وہ بہت گن وان اور آگیا پالنے والی استری تھیں سرلتا اُن کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی - وہ سچ مچ بلحاظ روحانی دنیا کے گھر کا چراغ تھیں - اُن کے سوائے وہ گھر جو خوش و خرمی کا بقعہ تھا - اس وقت بالکل اندھیرے اور ظلمات کی چادر سے ڈھک گیا ہوگا - میں اس وقت جب اُن کی اوستھا کو جو میں نے دیکھی ہے - یاد کرتا ہوں - تو اس اچھے آتما کے لئے - اُس اُچ آتما کے لئے سنمان کا بھاؤ پیدا ہوتا ہے - میں اُن کے اُچ بھاؤں کو ورنن کر کے اُن کے نکٹ ہونے کی کوشش کرتا ہوں - مجھے یا آپ کو اپنے دنیاوی آراموں کے لئے خود غرض نہ ہونا چاہئے اُس پرلوک باسی آتما کو دنیاوی آرام کے لئے رو دھو کر دُکھ نہ دینا چاہئے - بلکہ ہر دسے گن بھاؤں سے کامنا کرنی چاہئے کہ جو اُن کی محبت کسی دنیاوی وستو سے رہ گئی ہے ...... وہ دور ہو - اس سنسار کے جھوٹے سارے تعلق دور ہوں - وہ اس لوک کے بندھنوں سے آزاد ہوں - اور پرلوک باسی

اُچ آتما اُن کی سہایتا کریں - یہ پوتر آتما پرلوک میں بامن
دبا آرام رہیں - اُن کے اس سنسار کے سہارے بیجا تعلق دور
ہوں - اُچ اور دھرم آتماؤں سے اُن کی لگن ہو - دنیا کی
کوئی وستو یا چیز اُن کی اس لوک میں الوجیت آکرشن کا ذریعہ
نہ بنے - جس دھرم اور ہت کے لابھ کرنے کی اس لوک میں
اُنہوں نے کوشش کی ہے - وہ ہت اور دھرم پرلوک
میں بآرام رہنے کے لئے اُن کی سہایتا کرے - جس دھرم بھاؤ
سے اپنے آتما میں اُنہوں نے بل اور دینتا کا بھاؤ لابھ کیا تھا
وہی دھرم انہیں اُچ سے اُچ لوک میں لے جانے کے لئے
ادھک سے ادھک مددگار ثابت ہو +

میں آپ کے ساتھ اظہار ہمدردی کر کے منگل کامنا
کرتا ہوں - کہ آپ کو دھیرج پراپت ہو - آپ پر جو مصیبت کا بوجھا
آکر پڑا ہے - اُس کو آپ بڑی ہمت سے اُٹھا سکیں اور بچوں
کی رکھشا میں ادھک سے ادھک دھیان دے سکیں +

آپ کے دُکھ سے دکھیا
اور ہمدردی کے بھاؤ سے بھرکر
بھگت سنگھ

نمبر ۱۵

دو پارہ از شریان بھگت سنگھ مورخہ ۲۳-اگست ۱۹۰۶ء)

سنجان کسے ہو گیہ باپو جی! پرنام - آپ کا نوازش نامہ ملا جیسا
کہ میں پہلے پتر میں عرض کر چکا ہوں - آپ کے لئے یہ تھوڑا
نقصان نہیں - ایک ساکشی کا جو دھرم راج میں آپ کا سہائی
ہو - جو دنیاوی بہتری سے بڑھ کر اس وستو کے لئے آپ کا مددگار
ہو - جو اس لوک اور پرلوک کے لئے از بس ضروری ہے - جو
دنیا کے جاہ و حشمت سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر ہے - ایسے سچے
پریمی کی جدائی سے کوئی سنگدل ہی ہو - کوئی کٹھور ہردے میں ہو - جو
دکھیا نہ ہو - میں سچ کہتا ہوں - کہ سادھن میں بیٹھتے ہی شریمتی
جی کی منوہر صورت میرے سامنے آ جاتی ہے - میں اُن کی
یاد کر کے ایک ننھے بچے کی طرح بلبلا اُٹھتا ہوں - ایسے اُونچ
آتما کا دھیان کر کے میں اس لوک سے سدھ ہو جاتا ہوں
یہ عجیب بات ہے - کہ اُونچ اور پوتر آتما بہت دیر تک
اس لوک میں نہیں رہتے ۔

شریمتی رمابائی جی نے اپنے آتما کو بہت اُونچ بنا لیا
تھا - وہ دوسرے آتماؤں کے سدھار میں تن من سے سعی
کرتی تھیں - اور وہ اُن کی بہتری میں پرسنتا انبھو کرتی تھیں
غرض کہ انہوں نے دھرم کو نیت بنا رکھا تھا - اور جتنے آتما سبھا
کا شریک ہوتے ہیں - اُن سب کو آگے چلانے والی وہی تھیں
افسوس کہ وہ اتنی جلدی پرلوک سدھار گئیں - میں ہردے
کے بھاؤں سے منگل کامنا کرتا ہوں - کہ اُن کا آتما

لوک میں باس ہو اور اُن کے دنیاوی سارے بندھن
کٹ جاویں +
آپ کو دھیرج پراپت ہو - اور آپ صبر سے مصیبت
کا سامنا کر سکیں +
آپ کے دُکھ کو انوبھو کر کے ہمدردی
کا پرکاش کرنے والا
بھگت سنگھ

نمبر ۱۶

(رانو بیٹی سرسوتی - دیوسماج بالکا بدیالے فیروزپور)
بہت پیاری بہنو ! سنتا وساوتری
بہت پیار کرتی ہوں - بہت افسوس ہے کہ ہماری
پیاری اماں اس لوک سے چلی گئی - اب ہمیں وہ یہاں پر
کبھی نہیں مل سکیں گی - اب جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا - اب
تم تسلی کرو - فکر مت کرو - اب تم آؤ گی تو ہم بہت اچھی
طرح رکھا کرینگی - ساوتری کو اپنے ساتھ کھلاؤ - پلاؤ - کھانا
کبھی مت چھوڑنا - اگر تم کھانا چھوڑ دو گی تو بیمار ہو جاؤ گی -
ماسی کو بھی کھلاؤ - پتاجی کو بھی کھلاؤ - ساوتری کو خوش
کرنے کی کوشش کرو - چھوٹے بھائی کو کھلاؤ - رونے
مت دو - اُن کا خیال رکھو - سنتا وتی اب تو رونا فضول

ہے۔ کیا رونے سے وہ ہمیں مل جاویگی۔ الٹا اُن کو دُکھی ہونا پڑیگا۔ اس لئے صبح اُٹھ کر صرف اتنا کہہ دیا کرو کہ اماں ہمیں تسلی پراپت ہو۔ تمہارا اشبھ ہو۔ تو اُس سے اُن کو تسلی ہوگی۔ اب رونا مت۔ جب ہم نے تسلی کرلی تو تمہیں ضرور حوصلہ کرنا چاہیئے۔ میں سب کے لئے ایسی کامنا کرتی ہوں۔ کہ تم سب کو تسلی پراپت ہو۔ اور اماں کو بھی پراپت ہو۔ پس سنتا اب میں چند لفظ تمہاری تسلی کے لئے لکھ کر بھیجتی ہوں۔ جس سے تمہیں تسلی ہو۔ پیاری سنتا جو کچھ ہم نے اُن کے لئے امید باندھی تھی وہ سب چکنا چور ہوگئی بنا بنایا محل سب گر گیا۔ اب ہم صرف یہ کر سکتے ہیں۔ کہ جو کچھ وہ ہم سے آشا رکھتی تھیں۔ اُس کو پورا کریں اور منگل کامنا کریں ؎

میں ہوں تمہاری

سرسوتی

نمبر ۷۱

(ترجمہ خط از جانب بابو پی۔ اے گھوش منیجر ہندو سپری چوال میگزین کلکتہ)

جناب من

میں بہت افسوس کرتا ہوں۔ کہ آپ کی چٹھی کا جواب اس

سے پہلے نہ دے سکا۔ سبب یہ تھا۔ کہ رسالہ ہٰذا کے ایڈیٹر
کی دھرم پتنی یعنی میری ماتا کا دیہانت ہو گیا۔ اور ہم سب
ضروری رسوم کے ادا کرنے میں مصروف تھے ؛

ہم نہایت سچے دل سے افسوس کرتے ہیں کہ آپ کی
پیاری پتنی بھی پرلوک چلی گئیں ۔ مگر چونکہ وہ پتی برتا
استری دھرماتما تھیں اس لیے پرلوک میں تحقیق اُن کو
بہت اونچی جگہ ملی ہو گی۔ اور اس امر سے آپ کو نہایت
تسلی ہونی چاہیے۔ جس قدر غور سے آپ روحانی رسالہ کو
پڑھینگے آپ کو ثابت ہو جائیگا۔ کہ آپ کی استری زندہ ہے
اور یہ کہ وہ یہاں سے بہتر حالت میں ہے۔ اور بہتر زندگی
بسر کر رہی ہے۔ اور یہ کہ یہ صداقت ہے کہ آپ ایک
روز اُس سے ملینگے۔ اور پھر اُن سے جدا نہ ہونگے ؛

آپکا ہمدرد

پی۔ اے گھوش (منیجر ہندو سپریچوال
میگزین کلکتہ) ولد بابو ہیمنت کمار گھوش
سابق ایڈیٹر امرتا بازار پترکا

نمبر ۱۸

(ترجمہ خط از جانب بابو اکم ہیم ہیڈ کلرک محکمہ جنگلات
در اُن کی استری رادھا بائی)

جناب من

گو میں اُس ناگہانی مصیبت کے وقت حاضر تھا۔ اور آپ کے ساتھ شامل تھا۔ تاہم میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں بذریعہ تحریر اُس آتما کے لئے شکر گذاری کا اظہار کروں۔ کہ جس سے ہم نے اس قدر فائدہ لابھ کیا ہے ٭

آپ کا نقصان بہت بھاری ہے۔ اور اُس کی تلافی ہونا ناممکن ہے۔ لیکن جیسا کہ وہ ہمیں زندگی میں سکھایا کرتی تھیں اُنھوں نے صرف لباس بدل لیا ہے وہ زندہ ہیں۔ وہ اس دنیا کے کتنے ہی فکروں اور بندھنوں سے آزاد ایک بہتر دنیا میں موجود ہیں۔ اُن کے دھرم بھاؤں کو دیکھکر ہمارے دلوں میں آگے بڑھنے کے لئے ولولے پیدا ہوتے تھے۔ ہمارے ساتھ اُن کی ہمدردی۔ ہمارے ساتھ اُن کا گہرا لگاؤ اور ہمارے شبھ کے لئے جو وہ دُکھ اٹھاتی رہیں اُن کو ہم اپنی زندگی میں کبھی نہیں بھولینگے۔ یہ اُن کی پاک سنگت کا اثر ہے۔ کہ آج ہمارا گھر ہمیں سورگ نظر آتا ہے ہمارے سر پر اُن کا بھاری قرض ہے۔ اور اُس کو ہم کس طرح ادا کرینگے۔ اُس کا کوئی راستہ نظر آتا نہیں سوائے اس کے کہ ہم اپنے جیون میں وہ شبھ پیدا کرکے دکھائیں جن کے لانے کے لئے وہ دن رات کوشش کیا کرتی تھیں ٭

یہ ہماری منگل کامنا ہے کہ اُن کا آتما دن بدن اُونچ

سے اُونچ جگہ پر پہنچ سکے - اور پرلوک میں اُن کو پوری
شانتی حاصل ہو - اور ہم اُن کے نقشِ راہ پر چل سکیں
اور جو دھرم کے بیج اُنہوں نے ہمارے جیون میں بوئے ہیں
اُن کو بکاش کے پوری درجہ پر پہنچا سکیں - ہمارے لیے - وہ
پرلوک سے راہ نما ستارہ بن سکیں - جہاں کہیں ہم گرتے
ہوں - اور نیچ گتی کی طرف جائیں - وہ ہم کو ملامت کر سکیں -
ایسا ہو کہ وہ خود اُونچ درجہ پر پہنچکر اپنی پیاری سنتان کو
ایسا بنا سکیں جیسا کہ وہ اپنی اس زندگی میں چاہتی تھیں
ایسا ہو کہ وہ اُن کی سنتان اُن کی اچھیا کے انوسار اُونچ
جیون لابھ کر کے سنسار میں - شبھ پھیلانے کا ذریعہ بن سکے
اور اِن کاماؤں کو پورا کرنے کے لیے - اُن کے پتی کو
دن بدن طاقت حاصل ہو سکے - یہ ہماری کامنا پوری ہو -
پوری ہو - اوم شانتی - اوم شانتی ٭

آپ کے ہت چاہنے والے
اکم پرم اور اُس کی پتنی راجہ بائی

نمبر ۱۹

(از جانب بابو نانک چند ڈپٹی جیلر)

میرے سنمان کے یوگیہ بابو اگر سین جی
شریمتی ناتا بائی جی کے پرلوک چلے جانے سے جو صدمہ

آپ کو اور آپ کے معصوم بچوں کو ہوا ہے وہ بہت بھاری ہے۔ میں آپ کے ساتھ دل سے ہمدردی کرتا ہوں بابو جی شریمتی رامابائی جی بہت اچھا آتما رکھتی تھی۔ اور اُن کے ذریعہ بہت شبھ پہنچتا تھا۔ اُن کے اس لوک سے چلے جانے پر جہاں مجھے آپ کی تکلیفات کو دیکھ کر رنج ہوتا ہے۔ وہاں دوسری طرف میں اور بھی زیادہ دکھی ہوتا ہوں۔ جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ دھرم والا آتما جس کے ذریعہ میں نے بہت سا فائدہ کیا بہ لحاظ دنیاوی اور کیا بہ لحاظ روحانی حاصل کیا ہے۔ ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ ابھی بہت عرصہ نہیں ہوا۔ کہ میں شراب۔ مانس اور تمباکو وغیرہ کا استعمال کرتا تھا۔ لیکن جب سے مجھے آپ کے گھر سے سمبندھ ہوا۔ اس وقت سے مجھے ان چیزوں سے قطعی نفرت ہو گئی اور اور پڑھنے اور دھرم لابھ کرنے کی ایک زبردست اچھیا ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ اُسی پوتر آتما کا کام ہے۔ اُن کے ذریعہ نہ صرف میں ہی ان زہروں سے بچ گیا۔ بلکہ میرے کئی اور ساتھی بھی ان بناش کاری چیزوں سے الگ رہنے لگے ہیں۔ میں اس دیوی کے لیے جس نے اتنا شبھ کیا ہے۔ اور روزمرہ کے سادھنوں میں اپنے میٹھے بچنوں کے ذریعے دلوں میں ایک اُچ روح پھونکا کرتی تھیں دل سے منگل کامنا کرتا ہوں کہ وہ اُتم آتما جس لوک میں ہیں اُن کو

عمدہ سے عمدہ جگہ ملے۔ اور شانتی پراپت ہو۔ میری آخر میں آپ کے لئے دل سے کامنا ہے۔ کہ آپ کو کسی قسم کا دکھ نہ ہو۔ اور تسلی ہو شبھ۔ شبھ۔ شبھ +

آپ کا درد میں حصہ لینے والا
نانک چند

نمبر ۱۹

(از طرف جمعدار بھاگ سنگھ)

میرے کرم فرما جناب بابو اگرسین صاحب

آپ کا دلی تابعدار بھاگ سنگھ۔ بعد آداب کے عرض کرتا ہے۔ کہ میں عرصہ چھ ماہ سے ہر روز لگاتار آپ کی سیوا میں حاضر ہو کر دھرم شکشا حاصل کرتا رہا ہوں مجھے شریمتی رانا بالی جی کے بے وقت پرلوک گمن کرنے کا اتی دکھ اور کلیش ہو رہا ہے کیونکہ ان کے پاک وجود سے مجھے ایک خاص روشنی ملتی تھی۔ جو اب بند ہو گئی ہے۔ میرے تجربہ میں جہاں تک آیا ہے وہ ایک سچی دیوی دھرم مورت اور پتی برتا اور ان ماتاؤں میں سے تھی۔ جن کا بیان صرف کتابوں کے اندر مشکل سے نظر آتا ہے۔ جس قدر شوک اور کلیش اُن کی جدائی سے مجھے ہوا ہے قلم کو یارائے بیان نہیں ہے۔ میں ایسی گہری اور دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ آپ کو

اور شریمتی رما بائی کی سنتان کو شانتی اور دھیرج پراپت ہو۔ شریمتی رما بائی جی اُس سادھن سبھا کی کہ جس میں میں شامل ہوا کرتا تھا۔ سچی جان تھی۔ اور جو روزمرہ دھرم سادھن ہوتا تھا اُس سے پہلے وہ ایک نہایت ہی میٹھی اور سریلی آواز میں ایک یا دو بھجن گایا کرتی تھیں۔ جس سے ملین سے ملین ہردوں کو بھی تحریک پیدا ہوتی تھی۔ اور گمراہوں کو راہ پر لانے کے لئے ایک سخت چوٹ لگتی تھی ؎

اُن کی سچی اور گہری پرارتھنائیں جو اکثر سادھن کے آخیر میں ہوا کرتی تھیں۔ اُن سے سننے والے اپنے ہردوں کی ذلالت کو محسوس کرتے تھے ؎

میں ہمیشہ جب آپ کے گھر کے دائرہ میں آتا تھا۔ تو جو پھلواڑی اُن کی اپنی ہاتھوں کی لگائی ہوئی آپ کے صحن میں ہے۔ اُس سے مجھے اتی فرحت اور خوشی حاصل ہوتی تھی۔ پیڑوں کی تر و تازگی۔ اُن کا ادبھد (بناتات) جگت کے ساتھ سچے تعلق کا پرکاش گھر کی صفائی ہر ایک چیز کا قرینے سے رکھنا۔ اُن کے سگھڑپن کا عین ثبوت تھا۔ بچوں کی پرورش۔ گھر کی سلیقہ داری۔ انتظام خانہ داری بہت کچھ ہم نے اُن سے حاصل کیا ہے۔ آخیر میں میری دلی اور گہرے بھاؤ سے پرارتھنا ہے۔ کہ شریمتی رما بائی کا

جیون جیسا پوتر اس لوک میں تھا۔ ویسا ہی وہ پرلوک میں
اُتم پد کو حاصل کر سکیں۔ اور میری سہاینتا کریں ÷

آپ کا داس
بھاگ سنگھ

نمبر ۲۰

(از جانب بابو کندن سنگھ ہیڈ کلرک ملٹری پلٹن ۱۴)

مجھے جس وقت اُس سوشیل اور دھرم آتما دیوی کی جو ہمیشہ
مجھے اپنے حقیقی بھائیوں سے زیادہ پیار اور محبت سے یاد
کرتی تھی۔ اس دنیا سے سورگ میں باس ہونے کی خبر پہنچی
میں ایک مورت کے موافق سُن ہو گیا۔ اور ایسا اندھیرا
چھا گیا۔ کہ ساری دنیا ایک تاریک جگہ نظر آئی۔ اُن کا
خیال سدا ہی دھرم کی طرف رہتا تھا۔ اور وہ دوسری
استریوں کو بھی اس بات کا اپدیش دیا کرتی تھیں۔ کیونکہ
جب کبھی وہ میری پتنی سے ملا کرتی تھیں۔ تو اُن کو دھرم
اور پتی برتا کا اپدیش دیا کرتی تھیں۔ وہ ہمیشہ اُونچ بھاؤں
سے بھر کر دوسروں کی بھلائی چاہا کرتی تھیں۔ یہ سب شری
دیوگورو بھگوان کی شکتی کا باعث تھا۔ کہ وہ اس قدر اُونچ
روحانی طاقت حاصل کر چکی تھیں۔ میں اور میری
پتنی ایسی کامنا کرتی ہیں۔ کہ اُن کا یہ لوک میں شبھ ہو

اور آپ کو شانتی نصیب ہو۔

آپ کا دُکھ میں ساتھی
کندن سنگھ

نمبر ۲۱

(از جانب ہنت رام دکاندار بہامو)

جس دن اور جس وقت میں نے یہ خبر سنی کہ دھرماتما اور دھرم کی راہ دکھانے والی استری اس لوک سے دوسرے لوک میں چلی گئی ہیں۔ تو بہت ہی شوک ہوا۔ اور دل کے بھیتر ایسی چوٹ لگی۔ کہ جس کا میں برنن نہیں کرسکتا۔ اور یہ صدمہ میرے لئے ایک بڑا بھاری دُکھ و اَلم تھا۔ اور ایسا دُکھ انوبھو ہوا۔ جیسا کہ کوئی قیمتی چیز اس جگہ گم ہو جاتی ہے۔ اور نہیں ملتی۔ میں نے یہ بار بار محسوس کیا۔ کہ مجھے ایسا دُکھ کبھی کسی حقیقی رشتے دار کے مرنے پر نہیں ہوا۔ یہ دُکھ مجھے اس واسطے معلوم ہوا۔ کہ اُنہوں نے مجھے سچے دھرم کا راستہ دکھایا تھا۔ اور میرے سامنے ایسی روشنی پرکاش کی تھی۔ کہ جیسی شاید کبھی بھی گرہن نہ کرسکتا۔ بابو جی جب میری نگاہ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کی طرف جو کہ وہ پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ پڑتی ہے۔ تو خواہ مخواہ آنکھوں سے پانی کی دھارا نکل پڑتی ہے۔ اور دل سے یہی کامنا اٹھتی ہے۔ کہ

یہ بچے جو اُن کی یادگار ہیں۔ صحیح سلامت اور خوشی پوربک
رہ سکیں۔ بابو جی وہ مجھے کئی دفعہ اس واسطے یاد آتی ہیں
کہ میں نے اُن کے سادھنوں میں آنے سے بہت کچھ شبھ گُن
لابھ کیئے ہیں۔ یہ سب اُنہی کی کرپا ہے۔ کہ میں نے شراب
مانس تماکو بھیچار سے رہائی پائی ہے۔ اُن کے سادھنوں
میں آنے سے پہلے میں ان..نچ رچیوں کا اس قدر داسن
بن چکا تھا۔ کہ میرے لیئے ان بندھنوں سے نکلنا۔ یا ایسے
جیون کا ادھکار پانا بہت ہی دُرلبھ تھا۔ میں ان خواہشوں
میں اُس تنکے کی مانند جو دریا میں تنہا پھرتا ہو۔ اور جدھر کی
وایو آتی ہو اُدھر ہی اُڑلے جاتی ہو ڈوبتا پھرتا تھا۔ اپنے
آپ کو تباہ کرتا پھرتا تھا۔ ایک ایک رگ میں الجھا ہوا تھا
اور ایک پرکار سے میں تکلیف اُٹھا رہا تھا۔ ایک ایک وقت
جب وہ ہردے گت بھاؤں سے جو وہ ایک ایک بھجن گایا
کرتی تھیں تو دل کے اوپر ایسا اثر اتپن کرتے تھے۔ کہ اپنی
ساری اوستھا سامنے نظر آنے لگتی تھی۔ جب ۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء
کو اُس سادھن میں جس میں آپ۔ شریمتی جی اور بابو بھگت سنگھ
جی شریک تھے اور پرنچ گتی کو دکھلانے والا جو بھجن اُنہوں نے گایا۔ اُس نے
میرے دل میں ایسا اثر کیا۔ کہ مجھے اپنی ساری اوستھا نظر آئی
اور میں نے اُسی وقت اُن رچیوں سے الگ رہنے کی اچھیا
کی اور اُسی دن سے میرا دھیان۔ بچار سنتو کھ دیا اور شانتی

کی اور سے لگنے لگا۔ اب میں ایسی دھرماتما کے لئے یہ کامنا کرتا ہوں
کہ اُن کو سچی شانتی لابھ ہو۔ جس لوک میں وہ باس کرتی ہیں۔
وہ اُس لوک میں سکھ پورک باسا کر سکیں۔ اور اُن کو
دنیا کی کوئی وستو نیچے نہ کھینچ سکے۔ اور وہاں بیٹھی ہوئی
مجھے ایسی شکتی دان دیتی ہیں۔ کہ جس سے میں آگے بڑھ
سکوں۔ دن دن ترقی کر سکوں۔ اور اپنے جیون کو سپھل کر سکوں۔
آپ کو جو دُکھ ایسی دھرماتما کے چلے جانے کا ہوا ہوگا۔ اُس کو
کون برنن کر سکتا ہے۔ اس واسطے میں یہی اچھا کرتا ہوں۔ کہ
جہاں اُن کو شانتی پراپت ہو۔ وہاں آپ کو بھی شانتی پراپت
ہو۔ ہے بھگوان یہ کامنا میری پوری ہو ✦

آپ کا داس

انت رام

ان کے علاوہ اور بہت سے خیر خواہوں اور دوستوں
کی ہمدردی کی خطوط آئے ہیں۔ اُن سب کا میں تہ دل سے
شکریہ کرتا ہوں۔ اور سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ اگر
اس قدر ان کی ہمدردی میری مدد نہ کرتی تو میں اس صدمہ
سے نہایت لاچار ہو جاتا ✦

آخیر میں میں پھر شری دیو گورو بھگوان۔ اور اُن کے سیوکوں کی دلی ہمدردی کا خصوصیت کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے لیے بہت ہی سکھد ایک اور تسلی بخش ثابت ہوئی ہے۔ اور جبکہ میں مایوسی کی تاریکی میں تقریباً گم ہو رہا تھا۔ اس سنگر سماج کی ہمدردی نے مجھ پر جادو اور خضر کا کام کیا ہے +

اس کے علاوہ میں مندرجہ ذیل اصحاب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں +

(۱) بھاموٹا لین کے صوبہ دار میجر رائے بہادر سوہا وا سنگھ اور کل سردار عہدہ دار اور سپاہی +

(۲) ضلع کے کل میڈیکل افسر یوروپین اور دیسی صاحبان

(۳) شہر کے کثرت اہل برہما اور اہل چین مرد اور عورت دونو کہ جو نہایت ہی ہمدردی سے پیش آئے اور میرے شریک غم ہوئے +

(۴) جناب کمانڈنگ افسر بھاموٹا لین اور کل یوروپین افسر صاحبان +

(۵) باقی کل جملہ دوست جو اطراف برہما اور پنجاب میں ہیں +

بابو اکم برم اور اُن کی پتنی راجہ بائی جی نے بچوں کے سمبھالنے میں بہت مدد دی۔ اُن کا شکریہ ہو۔ شریمتی راجا بائی

کے بھائی شب حیرن اور اُن کی بہن جیدئی۔ اور اُن کی لڑکی چماوتی سے بہت ہی مدد ملی۔ اُن کی مدد کے بغیر چھوٹے بچے ہرگز تسلی نہ پاتے۔ اُن کا بہت ہی شبھ ہو +

پتی کی منگل کامنا

پیاری رامابائی!

میں ہرگز امید نہ رکھتا تھا۔ کہ آپ اس قدر جلد میرے پاس سے چلی جائینگی۔ آپ کے گنوں کو سنمکھ لاکر آپ کی جدائی سے میں نہایت کلیش محسوس کرتا ہوں۔ اب میرے دل میں دھرم بھاؤ جاگرت ہونے لگے تھے۔ اور میں آپ کے اصلی گنوں کو محسوس کرنے لگا تھا۔ اور میرے دل میں گہری تمنا تھی کہ آپ کو گھر کے فکروں سے آزاد کرکے دھرم سمبندھی ہوں میں رہنے کی اجازت دونگا +

آپ کی کامناؤں سے آپ کا گہرا پیار اور آپ کی گہری قربانی ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کا عیوض میں کس طرح دوں۔ ہائے افسوس کہ مجھے اس قدر بھی اوسر نہ ملا۔ کہ میں آپ کی خاطر خواہ سیوا کرکے آپ کے دل کو خوش کرتا۔ اور آپ کو مبارک سمجھتا۔ اب میری یہ کامنا ہے کہ باقی کی زندگی۔ میں آپ کی اچھا کے انوسار بسر کرسکوں

ہیں دھرم کی طاقت اپنے ہیں اور اپنی سنتان میں دن بدن نشو ونما کر سکوں۔ اور اس طرح ہم اپنے آپ کو ہمیشہ کیلئے آپکے پریم کے لائق بنا سکیں۔ آپ کو دنیا کے بندھن ادھر نہ کھینچ سکیں۔ میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم سب آپ کے اچھا کے موافق زندگی سدھارنے کی کوشش کرینگے۔ آپ کے سادھن پستک میں لکھے ہوئے آپ کے سیدھے سادے مگر اُچ بھاؤں سے بھرے ہوئے بھاؤ پرکاش اور آپ کی منگل کامنائیں ہمارے لئے بڑے بے بہا خزانہ ہیں۔ اور ہم انہیں ایسا ہی ثابت کرینگے۔

آپ کا ادرحرف آپ کا

اگرسین

چند خاص قابل ذکر باتیں

شریمتی راما بائی کو کھانا پکانے سلائی کا کام کرنے اور بچوں کی پرورش میں خاص لیاقت تھی۔ وہ ہر قسم کا کھانا نہایت صفائی۔ اور قواعد حفظان صحت کے ساتھ پکاتی تھیں۔ انہیں سلائی کا ہر قسم کا کام نہایت خوبی سے آتا تھا۔ اگر کہیں ایک دفعہ کوئی خاص سلائی یا نقش نگار کا کام دیکھ لیتی تھیں۔ تو پھر اُسے خود بخود

کر لیتی تھیں۔ اکثر دکانداروں کے اشتہار وغیرہ دیکھ کر بڑے
پر بیل بوٹے آپ سے ہی نکال لیتی تھیں۔ بچوں کی پرورش کا
احسن طریقہ اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ کہ اُس کی زندگی میں ہمارے
اُن بچوں کو کہ جو اُن کے پاس رہتے تھے معمولی کھانسی اور
زکام تک بھی نہیں ہوا۔ جبکہ اُن کے دیہانت کے
بعد دو بچے کھانسی اور زکام میں ایک ماہ کے بعد
گرفتار ہو گئے۔ حالانکہ پانچ چھ بچے ہمیشہ گھر میں رہتے
تھے۔ مگر سب کی غور پرداخت ایسی عمدہ ہوتی تھی
کہ سب کے چہرے پھولوں کی طرح شگفتہ نظر آتے تھے۔
اور طرح طرح کے کپڑے بھی اُن کے لئے مہیا ہوتے
تھے۔ جو خود اُن کے ہاتھ کے سلے ہوئے ہوتے تھے۔
باوجود کثرت کار کے کبھی میں نے نہیں سنا۔ کہ کسی
بچہ کی کوئی چیز گم ہو یا وقت پر موجود نہ ہو۔ اور اُس پر
طرفہ یہ کہ وہ کبھی رنجیدہ خاطر یا پریشان نہیں ہوتی
تھیں۔ اور نہ کام کی کثرت سے گھبراتی تھی ÷

بچوں کا پیار اُن کے دل میں اس قدر تھا۔ کہ
اس طویل عرصہ میں اور بچوں کی اس تعداد کثیر کے
باوجود انہوں نے کبھی کسی بچے کو نہیں مارا۔ کبھی کسی
کو طمانچہ تک نہیں لگایا۔ بچوں کے لئے ہر وقت
اُن کا دل محبت سے امنڈتا رہتا تھا۔ اُن کے آرام

اور اُن کی بہتری میں گویا اُن کی زندگی کا کل مقصد
تھا۔ اگر کسی کام میں وہ مصروف تھیں۔ اور کسی کے
بچّے آگئے تو وہ کام کرتی ہوئی بھی اُن بچوں سے اس
طرح پیار کی باتیں کیا کرتی تھیں۔ کہ بچے فوراً اُن کی
طرف مائل ہوجاتے تھے۔ اور اُن سے علیحدہ ہونا پسند
نہیں کرتے تھے۔ جب تک بچے کھانا کھاتے تھے۔ وہ
آپ اُن کے پاس بیٹھی رہتی۔ اور اُن سے پیار اور اُن
کی دلچسپی کی باتیں کرتی رہتی تھیں ॰

وہ اوروں کے درد کو بہت محسوس کرتی تھیں اگر
کسی کی مصیبت یا دُکھ کا اُن کے سامنے ذکر کیا جاتا
تو وہ جھٹ رو پڑتی تھیں اکثر بھجن گاتے گاتے رونے
لگ جاتی تھیں۔ جو عورتیں دھرم کی طرف میلان
رکھتی تھیں۔ اُن کی طرف وہ بہت مائل ہوتی تھی۔ اور
جو بیہودہ بکواس یا دنیا کی شان وشوکت اور ظاہری
نمائش کی شائق ہوتی تھیں اُن سے ملکر وہ کبھی خوش
نہیں ہوتی تھیں۔ جو عورتیں دھرم کی طرف مائل
تھیں۔ اُن سے دل سے پیار کرتی تھیں۔ چنانچہ
یہاں پر بابو اکم برہم کی استری اُن کو اس قسم کی
ملی۔ اور اس لئے وہ اُن پر دل وجان سے فدا تھیں
اور جو کچھ اُن کو آتا تھا اُس کو سکھانے میں حد سے

زیادہ خوشی محسوس کرتی تھیں۔ بیماری کی حالت میں
بھی اُن کو تسلی دیا کرتی تھیں۔ کہ مجھے اچھا ہونے دو میں
تم کو فلاں کام سکھاؤں گی۔ فلاں کتاب پڑھاؤں گی۔
غرض سچا پریم اُن کے آتما کا ایک خاص حصہ معلوم ہوتا
تھا۔ اور اس پریم میں مکر و فریب ظاہر داری۔ یا
دنیوی غرض بالکل شامل نہیں تھے۔ دیا اُن کی مزاج
میں بہت تھی۔ اُن کی بیماری کی حالت میں ایک غریب عورت
اُن کے بچوں کے کپڑے دھویا کرتی تھی۔ اُس نے اُن
کی دھلائی ایک روپیہ طلب کی۔ رامابائی جی کو نہیں معلوم تھا۔ کہ وہ
خود کس قدر طلب کرتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ اُس کو
کس قدر دھلائی دینی ہے۔ کہا "دو تین روپیہ" میں نے کہا
وہ تو خود ایک روپیہ مانگتی ہے۔ کہا۔ پرواہ نہیں وہ
بہت غریب ہے۔ تین روپیہ دیدو۔ اس عورت کا
خاوند اندھا ہو گیا تھا۔ اور اُس کے دو تین بچے تھے۔
اور اُس کا ذریعہ معاش کچھ نہیں تھا۔ ہمارا ہر ماہ میں
روپیہ معمولی خرچ مثلاً ترکاری وغیرہ کے لئے مقرر تھا
وہ اُس میں سے کچھ بچا کر اکثر خیرات کرتی رہتی تھیں اور
ہمسایہ کی غریب عورتوں کو مدد دیتی رہتی تھیں۔ اس
ملک میں جو اہل برہما کے مذہبی راہبر ہیں۔ اور پونگی
کہلاتے ہیں۔ اُن کا کام قوم کے بچوں کو تعلیم دینا ہے۔

یہ لوگ دنیا سے تارک ہو کر صرف مذہبی کام اور اُس
کے ساتھ قوم کے بچوں کو تعلیم دینے کا کام کرتے ہیں رایا بائی
جی ان لوگوں کو اپنی محدود آمدنی میں سے اکثر مدد دیا کرتی
تھیں۔ اور کہا کرتی تھیں کہ یہ لوگ دنیا کا کام بلا کسی عیوض
کے کرتے ہیں۔ اس لئے دنیا داروں کو اُن کی مدد کرنا فرض
ہے۔ آس پاس کے گھروں میں جب کبھی کوئی دکھ یا
بیماری ہوتی تھی۔ تو جو دوائی وغیرہ اُن کے پاس ہوتی
تھی۔ وہ ان کو دیا کرتی تھیں۔ اور اُن کو تیمارداری
کے طریق بھی سکھایا کرتی تھیں۔ اور خود بھی اُن کی تسلی
کے لئے جایا کرتی تھیں۔ چونکہ انہوں نے مختلف قسم
کے توہمات سے آزاد ملک اور آزاد سکول میں تعلیم
پائی تھی۔ اس لئے شروع سے ہی اُن کے دماغ پر
مختلف کلپناؤں کا اثر نہیں تھا۔ اور اس لئے حق بات کے اختیار کرنے کے لئے
وہ جھٹ طیار ہو جاتی تھیں۔ اور حق کی طرف کھنچ جایا کرتی تھیں وہ جبر اور ملامت
کی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ اگر پیار و محبت سے اُن کو بتاؤ تو جو سکھانا چاہو تم
اُنہیں سکھا سکتے تھے۔ مگر سخت الفاظ سے کلام کیا۔
تو اُن کے دماغ میں تاریکی پھیل جاتی تھی۔ اور پھر
وہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں چنانچہ یہ بات اُنھوں
نے خود اپنے ایک سادھن میں بھی بیان کی تھی
اور اُن کی یہ کمزوری ایک خاص حد تک اُن کے

تحصیل علم میں بھی بہت رکاوٹ ثابت ہوئی - چنانچہ وہ کہا کرتی تھیں - کہ مجھے حساب سیکھنے میں بہت مشکل ہوتی ہے - جب اور کوئی عورت پہلے نکال لیتی ہے - اور استاد یا استانی مجھے شرمندہ کرتے ہیں - تو مجھے بہت رونا آتا ہے - اور پھر مجھ سے کام نہیں ہو سکتا - مکان کے سجانے اور گھر کے سامان کو نہایت صاف اور ستھرا رکھنے میں اُن کو عمدہ مذاق تھا - ایسی صفائی ہندوستانیوں کے گھر میں شاذو نادر ہی دکھائی دیگی - اپنے پتی کے لئے جانفشانی اور اُس کے آرام اور سکھ کے لئے ہر قسم کی قربانی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی - جتنی کہ شریمتی رامابائی کرتی تھیں اور کرتی رہیں - پنجاب کے مختلف شہروں میں اُن کو لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بھیجا گیا - اس فرض کو انہوں نے نہایت دلی لگاؤ - اور قربانی سے کیا - اور کبھی حرف شکایت لب پر نہ لائیں - حالانکہ اس میں اُن کو بہت بڑی تکلیفیں جھیلنی پڑیں - اوائل عمر میں میں شراب کی مجلسوں میں شامل ہونے کے باعث اُن کو بہت تکلیف دینے کا کارن ہوا - رات کو گھر میں بارہ بجے کے قریب آتا تھا - اور وہ ہمیشہ میری راہ دیکھتی رہتی تھی - مگر کبھی تلخ مزاجی یا ترش روئی سے پیش

نہ آئیں۔ چاہے اُن کے دل میں کچھ ہی ہو۔ اور چاہے
کتنی گہری تکلیف وہ محسوس کر رہی ہوں لیکن جب
میرے سامنے آتی تھیں تو ہمیشہ ہنس کر اور خوش مزاجی
سے اور کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ آتی تھیں۔ ان
تکلیفوں کے برداشت کرنے پر وہ دوسرے شخصوں
کے سامنے۔ کبھی ان باتوں کا گلہ ہرگز نہ کرتی تھیں۔
سب سے زیادہ تکلیف جو راقم نے ان کو دی۔ وہ
اُن کے جیتے جی دوسری شادی کرنا تھا۔ کہ جس
بے وقوفی کے لئے میں اب بہت پچھتاتا ہوں۔ چونکہ
راما بائی جی سے لڑکیاں ہی پیدا ہوتی تھیں۔ اس
خیال سے کہ دوسری عورت سے شاید اولاد نرینہ پیدا
ہو۔ میں نے یہ بہت خراب اور بیہودہ حرکت اپنے
پرلنے سمبندھیوں کے کہنے سے کی۔ کہ جس کے لئے میں
بعد میں بہت پچھتایا۔ مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید
بر کلۂ خود باید زد۔ والی مثال تھی۔ پھر کیا ہو سکتا تھا
اب سوائے اس کے کہ میں اُن سے اس بیہودہ حرکت
کے لئے معافی مانگوں اور کیا کفارہ دے سکتا ہوں
اس سے زیادہ ایک عورت کے لئے کیا تکلیف کی
بات ہو سکتی ہے۔ مگر شریمتی راما بائی نے اس پر
بھی کبھی اپنے وتیرہ کو نہیں بدلا۔ اور کبھی کسی قسم کی

شکائت نہ کی۔ اُسی طرح خوش مزاجی اور شانتی سے
برتاؤ کرتی رہتی اور نہ ہی اپنے پریم اور محبت میں
کسی قسم کی کمی کی۔ دوسری بیوی کے ایک خوردسال
بھائی کو اُن کے ساتھ ایک عرصہ تک رہنے کا موقع رہا۔
اُس کی پرورش اور نگرانی میں شریمتی رامابائی نے کبھی
پہلوتہی نہ کی۔ وہ اُس کو اپنے رشتہ داروں کی مانند
پالتی رہیں۔ بلکہ اپنی بہت سی چیزیں دوسری بیوی کو دے
دیں۔ اور کسی قسم کا افسوس ظاہر نہ کیا۔ برعکس اس
کے جب ایک دفعہ اُن کو سلائی کی مشین کی ضرورت پڑی
اور میں نے کہا جب تک نئی کل نہ لیں۔ دوسری بیوی
کی کل منگا لو۔ اُنھوں نے یہ کہکر کہ اُس کی چیز لینے
سے اُس کو دُکھ انوبھو ہوگا۔ مشین لینے سے انکار کر
دیا۔ نوکروں اور خدمتگاروں سے بھی اُن کا سلوک
بہت قابل تعریف تھا۔ سخت الفاظ کا استعمال تو اُن کو
آتا ہی نہ تھا۔ اور اس لئے جو عورتیں گھر میں نوکر ہوتی
تھیں۔ وہ اُن کو بہت چاہا کرتی تھیں۔ اپنے بھائیوں
اور بہنوں سے بھی اُن کا پیار کچھ کم نہ تھا۔ برہما میں
وہ صرف اسی واسطے واپس آئی تھیں۔ کہ ایک دفعہ
اپنی والدہ سے مل آئیں اور چھوٹی بہن دیاربتی کو
جو چھوٹی عمر میں بیوہ ہوگئی تھی۔ اپنے ساتھ پنجاب میں لیجا کر

دھرم اور ودیا کے حاصل کرنے میں اُن کی مدد
کریں۔ اور فی الواقع یہ لڑکی اس لائق ہے۔ کہ
اگر اُسے موقع دیا جائے تو دھرم میں بہت جلد آگے
بڑھیگی۔ شریمتی راما بائی میں یہ بھی ایک خصوصیت
تھی کہ وہ اچھے اور بُرے آدمی کو بہت جلد پہچان لیتی
تھیں۔ میری رائے اس معاملہ میں اکثر غلط رہ جاتی
تھی۔ مگر اُن کی رائے کسی شخص کی بابت قریب قریب
درست نکلتی نکلتی تھی۔ زیور اور نمائشی کپڑوں کا اُنھیں
بالکل شوق نہ تھا۔ پوشاک ہمیشہ نہایت ہی سادہ اور
بے تکلف ہوتی تھی۔ پھولوں اور خوشبو کا البتہ اُنھیں
بہت شوق تھا۔ اور اُن کے اسی بھاؤ کو مد نظر رکھ کر
اُنکی موت کے بعد جہاں پر اُن کا شریر اگنی کے سپرد
کیا گیا۔ وہاں پر ایک لکڑی کا احاطہ بنا کر اُس کے اندر
ایک بیل اور ایک کیوڑے کا درخت لگایا گیا ہے۔ دونو
درخت بڑے ہونے پر بہت شاندار نظر آئیں گے۔ اور
اُدھر سے گذرنے والوں کو نہ صرف سایہ اور مہک دیں
گے۔ بلکہ اس واقع کو بھی یاد دلایا کرینگے۔ اِس کے علاوہ
اس مقام پر ایک پتھر کا کتبہ بھی اس مضمون کا لگایا
گیا ہے :-

”یہاں شریمتی راما بائی جی پتنی بابو اگرسین ہیڈ کلرک

مٹری پولیس کا رجو ۱۴-اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو پرلوک سدھاریں
پوتر شریر اگنی کے حوالے کیا گیا - اور یہ بیل اور کیوڑہ
کے درخت اس واقعہ کی یادگار ہیں"۔ شریمتی راما بائی جی
نہایت مسکین مزاج تھیں اور پھول اور درختوں سے
نہایت محبت رکھتی تھیں - اس لئے اُن کی یادگار اس جگہ
اُس عالم کے دکیلوں کی طرف سے موزوں ہے ٭

بجز گیاہ سبز، کسے بپوشد مزار مرا
کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است"

टंडन, लक्ष्मीनारायण, ले.
महादेवी वर्मा और नीरजा. लखनऊ :

मन्दिर, 1948.
590पे0.